رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بکانہ میر محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت
دار الانوار - قادیان
Qadian

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ایڈیٹر قاسم علی احمدی

فاروق
قادیان

شرح چندہ
سرپرستان [illegible] ۔ معاونین [illegible] ۔ عام [illegible] ۔ طلباء [illegible] ۔ ششماہی [illegible]
[illegible]

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ ذو الحجہ / ۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴/۲۱ مارچ سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۴ و ۱۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو خدا کے فضل سے درد نقرس میں نمایاں تخفیف ہے۔ پاؤں زمین پر رکھنے سے اب درد نہیں محسوس ہوتا۔ مگر پاؤں پر ورم ابھی تک ہے۔ احباب پورے التزام سے حضور کی صحت کیلئے دعائیں کریں الحمد للہ کہ جمعہ حضور نے پڑھایا۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی صحت پہلے سے اچھی ہے۔ مگر نزلہ کی شکایت سے سر درد کی تکلیف رہی۔ احباب ممدوحہ کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

(۳) **ولادت فرزند** - یہ خبر نہایت مسرت انگیز ہے کہ ۱۲ مارچ ۳۷ء کو بوقت نماز ظہر میاں منصور احمد صاحب سلمہ اللہ خلف اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے مشکوئے معلّٰی میں فرزند پیدا ہوا۔ ہم اس مولود مسعود کی ولادت پر تمام خاندان صاحبزادہ صاحب اور سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ اور حضرت ام المؤمنین مدظلہا کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا پورا مصداق ہو کر اسلام کا سچا علمبردار ہو۔ آمین۔

کر دیا پیدا خدا نے دین کا اِک غمگسار

دشمنِ دیں ہو چکے جب مولوی زر کے لئے
تھا جنہیں لازم کہ لائیں قوم کو اک راہ پر
اپنی عزّت اور شوکت کو بڑھانے کے لئے
بند کرتے تھے نبوّت کو بھی اسلام میں
اک فسانہ تھا نبوّت جس کا اب کچھ بھی نہیں
اک مصیبت آپڑی تھی عالمِ اسلام پر
ہو گیا تھا راہ سے بے راہ مسلم جان کر
ایک سچّائی خدا نے خلق کو دی تھی مگر
عین بروقتِ ضرورت اپنے بندوں کیلئے
آچکی تھی گلشنِ اسلام میں گویا خزاں

اور فریب و جھوٹ پر ہونے لگا سب کاروبار
ڈالتے تھے تفرقے وہ قوم میں ناخوشگوار
وار کرتے انبیاء کی شان پر وہ بار بار
سن نہ سکتے تھے کبھی اسواسطے گفتار یار
اور سمجھتے تھے کہ ہے قصّوں پہ سب دار و مدار
دیکھنا مشکل ہُوا جاتا تھا اِس کا حالِ زار
مل گیا تھا خاک میں اسلام کا سارا وقار
بن گیا اسلام آخر اس حقیقت کا مزار
کر دیا پیدا خدا نے دین کا اِک غمگسار
مہدئ آخر زماں سے آگئی اس میں بہار

آستانے پر اسی کے لاؤ دنیا کو نسیم
جان و مال اور عزّت و شوکت کرو اس پر نثار

(نسیم قادیانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری معذرت اور عاجزانہ درخواست

احباب اور ناظرین فاروق کو یہ علم ہے۔ کہ میں کچھ دنوں سے نہایت پریشانی میں مبتلا ہوں۔ کہ میری رفیقۂ حیات اہلیہ چند ماہ سے بعارضہ صلابت جگر و کمزوری قلب مبتلا ہے۔ جسکی صحت کے لئے میں نے اپنی وسعت کے مطابق بہت علاج کئے۔ مگر بیماری میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ تمام جسم متورم ہو گیا۔ تو میں ان کو گذشتہ ماہ میں لاہور علاج کے لئے لے گیا۔ کہ وہاں کسی قابل ڈاکٹر سے علاج کراؤں۔ چنانچہ بمشورہ بعض ہمدرداں ہومیوپیتھک علاج شروع کیا۔ قریباً ایک ماہ لاہور میں مشہور ڈاکٹر دیوان جے چند صاحب کے زیر علاج رکھا۔ بیماری میں ۵ فیصدی افاقہ ہوا۔ تو باجازت ڈاکٹر صاحب میں ان کو گذشتہ ہفتہ واپس قادیان لے آیا۔ اور دوائی ساتھ لایا۔ یہاں آتے ہی ان پر انفلوانزا کا حملہ ہوا۔ جس سے پرانی مرض میں بھی ترقی ہو کر حالت نہایت نازک ہو گئی۔ ورم بڑھتا گیا۔ تنفس میں تیزی ہو گئی۔ چارپائی پر لیٹنا اور نیند کا آنا پانچ منٹ کے لئے بھی حرام ہو گیا۔ ایک ہفتہ سے متواتر ۲۴ گھنٹہ روزانہ سیدھے بیٹھ کر گذار رہی ہیں۔ لیٹتے ہی گھبراہٹ اس قدر ہوتی ہے۔ کہ گویا زندگی کا خاتمہ ہونے لگتا ہے۔ جس سے کمزوری اور ضعف اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے وہ خود بخود نہیں ہل سکتی۔ پیشاب۔ پاخانہ بستر پر ہی کرایا جاتا ہے۔ بھوک۔ نیند۔ لیٹنا۔ پیاس۔ کلام کرنا۔ چلنا۔ اٹھنا سب میں انتہائی کمی واقع ہو رہی ہے۔ علاج ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہی جاری ہے تیسرے دن ان کو سب حال لکھ کر بھیج دیا جاتا ہے۔ وہ دوائی ارسال کر دیتے ہیں۔ اب ایک ہفتہ سے تمام رات مجھے بیدار رہ کر ان کی تیمار داری کرنی پڑتی ہے۔ اس علالت کی وجہ سے میرا تمام کاروبار بند ہے۔ اخبار بند ہے۔

خریداران اخبار جواب دیئے جاتے ہیں۔ جن کے ذمہ فاروق کا حق واجب ہے۔ ان کو وی پی کئے گئے۔ تو ۸۰ فی صدی نے واپس کر کے اس طرح سے ہمدردی کا ثبوت دیا۔ حالانکہ میں نے بار بار ان کو اطلاع کر دی تھی۔ کہ وی پی وصول کر لیں۔ پھر بھی انہوں نے میری موجودہ پریشانی پر رحم نہ کیا۔ اور بجائے کسی امداد کے الٹا فی پرچہ ۳ر محصول ڈاک کا نقصان کرایا۔ جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ ہاں میرے ایسے بھی محب اور ہمدرد ہیں۔ جو فاروق اخبار کے کاغذ اور سیاہی کے خریدار نہیں۔ بلکہ وہ اپنا فرض جانتے ہیں۔ کہ سلسلہ کے ہر ایک خادم کی ہر ممکن امداد کی جائے۔ سو وہ اب بھی خواہ فاروق کبھی شائع ہو۔ وہ اس کے سرپرست اور خریدار رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اس اخلاص اور ہمدردی کی دین و دنیا میں نیک جزاء بخشے۔ آمین۔

آج میں ان تمام احباب کی خدمت میں جن کے اسماء گرامی اس وقت تک فاروق کے خریداروں میں درج ہیں۔ گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ میری ہر ممکن امداد اس وقت کریں۔ جن کے ذمہ بقایا چندہ ہے۔ وہ اپنا بقایا چندہ اور جن کے چندے ختم ہو چکے ہیں۔ وہ اپنا پیشگی چندہ۔ اور جن مہربانوں نے بار بار وی پی واپس کئے ہیں۔ وہ اپنے ذمہ کی تمام رقم اور اخراجات وی پی واپس آمدہ بھیجدیں اور جو ہمدرد آئندہ فاروق کے معاون اور خریدار اور سرپرست رہنا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے ذمہ کی واجب رقم چندہ عطا فرما کر آئندہ فاروق سے علیحدگی کر لیں۔ اور جو ان تمام مرحلوں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور ان کے ذمہ نہ بقایا ہے۔ نہ سالِ رواں کا چندہ ہے۔ نہ خریداری وہ چھوڑنا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ میری دعاؤں سے امداد کریں۔ کہ خدا تعالےٰ میری اس **پریشانی** کو جلد دور کرے۔ اور میری اہلیہ کو صحت کامل اور عاجل عطا فرما کر زندگی بخشے۔ آمین۔ مجھے علم نہیں کہ کب تک فاروق اس طرح بے وقت شائع ہوتا رہے گا۔ یا احباب کی خاص مہربانی سے بالکل بند ہو جائیگا۔ امید ہے۔ کہ میری اس سرگذشت کو پڑھ سن کر میرے مخاطبین مجھے اپنی ہر ممکن امداد سے محروم نہ کریں گے۔ اور دعاؤں سے دریغ نہ فرماویں گے۔

شکریہ

میں اپنے معزز دوست خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کا نہایت ممنون احسان ہوں۔ کہ انہوں نے الفضل کے ذریعہ میری اہلیہ کی صحت کے لئے ناظرین الفضل تک کئی بار میری درخواست پہنچائی۔ اور پھر ان اعلانوں کو پڑھ کر جن جن دوستوں نے مجھے ہمدردی کے خطوط لکھے۔ اور دعاؤں کے وعدے کئے۔ اور دعائیں کیں۔ میں ان سب کا بوجہ اپنی عدیم الفرصتی کے علیحدہ علیحدہ شکریہ کے خطوط لکھنے کی بجائے بذریعہ اخبار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو اس محبت کا ثوابِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اطلاع

اس سے قبل ۲۱ر فروری ۱۹۳۷ء کو فاروق کا پرچہ شائع کرنے کیلئے میں لاہور سے آیا تھا۔ اور پرچہ نکال کر واپس لاہور چلا گیا۔ جیسا کہ اس پرچہ میں اطلاع دے چکا ہوں۔ اب اس کے بعد یہ پرچہ مشکل سے نکال سکا ہوں۔ اس کے درمیان میں کوئی پرچہ ۲۸ر فروری اور ۷ر مارچ کا نہیں شائع ہوا۔ (ایڈیٹر)

طالب دعا۔ خاکسار میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق۔

...س :۔ احباب مجلس مشاورت پر اپنا بقایا چندہ وغیرہ ضرور ارسال فرما کر ثواب امداد حاصل کریں (منیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن

اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوت مباحثہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" ایک بجلی تھی۔ جو یکایک مولوی ثناء اللہ صاحب پر گری۔ اور ان کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ایک زلزلہ تھا۔ جس نے ان کی بنیادوں تک کو ہلا دیا۔ ایک موت تھی۔ جو ان پر آئی۔ اہل عقل و خرد کا یہ خیال غالب تھا۔ کہ اب مولوی صاحب اپنی فضول قیل و قال سے باز آجائیں گے۔ اور گوشہ نشین ہو کر زندگی بسر کریں گے۔ مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ جب سے کہ مولوی صاحب نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا۔

جب خدا کا مسیح میدان میں للکارتا تھا۔ کہ آؤ استجابت دعا میں میرا مقابلہ کرو۔ تفسیر نویسی میں میرا مقابلہ کرو۔ آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرو۔ مباہلہ کے ذریعہ میرا مقابلہ کرو۔ سب دم بخود تھے ھل من مبارز کی آواز بلند ہوتی تھی۔ تو فریق مخالف کی طرف سے خاموشی اور بیہودہ حیل و حجت اختیار کی جاتی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو خوب یاد ہے۔ کہ جب اعجاز احمدی والا بم کا گولہ ان پر گرا۔ تو اس نے ان کی علمی موت کو دنیا پر واضح اور عیاں کر دیا۔ اس وقت سے وہ اور ان کے انصار و اعوان ایسے غائب ہوئے۔ کہ ان کا پتہ نہیں چلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ایسے دم بخود ہوئے۔ کہ ان کا نام و نشان بھی نظر نہیں آیا۔ اعجاز المسیح فی نمق التفسیر الفصیح سورۃ فاتحہ کی کوئی ایسی تفسیر نہ تھی۔ جس سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے رفقاء عہدہ برآ ہو سکتے۔ اور بحکم منعہ مانع من السماء ایسے خاموش ہیں۔ کہ اہل قبور کی خاموشی ان کی خاموشی کے سامنے ہیچ ہے۔

ہاں مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ۳۵ء میں کامل ۳۵ سال کے بعد سورہ فاتحہ کی اردو میں تفسیر (واضح البیان) لکھ کر اس ذلت کے داغ کو اپنی پیشانی سے مٹانا چاہا۔ مگر وہ اہل بصیرت کے نزدیک اور بھی زیادہ نمایاں ہو گیا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی جسمانی موت باقی تھی۔ جس کے لئے جری اللہ فی حلل الانبیاء نے ان کو بلایا۔ کہ آؤ مجھے گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے سے تمہاری اخلاقی موت ہو چکی۔ اعجاز المسیح کے مقابلہ سے عاجز رہ کر عموماً اور اعجاز احمدی کے مقابلہ سے عاجز رہ کر خصوصاً تمہاری علمی موت ہو چکی۔ اب صرف تمہاری جسمانی موت باقی ہے۔ اس لئے اگر تم اپنی جسمانی موت چاہتے ہو۔ تو آؤ میرے ساتھ مباہلہ کرو۔ اور دعا کرو۔ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہو۔ وہ صادق کی زندگی میں اس جہان سے رخصت ہو جائے۔ اس پر مولوی صاحب کی آنکھوں کے سامنے ان کی اخلاقی اور علمی موتیں آگئیں۔ اور انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ اب صرف ایک ہی موت باقی ہے۔ اگر اس دعوت (آخری فیصلہ) کو قبول کر لیا۔ تو میرا صفایا ہے۔ اس لئے انہوں نے جھنجھلا کر اور گھبراہٹ سے اور جلدی سے فوراً یہ لکھ دیا۔ کہ "تم قرآن کے صریح خلاف کہتے ہو۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جھوٹے دغاباز. مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔" اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء۔ اس لئے میں تو لمبی عمر کا خواہاں ہوں۔ اور قصہ کوتاہ" بالآخر تمہاری یہ تحریر مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے"۔ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء۔

غرضیکہ مولوی صاحب نے سامنے آنے سے انکار کر دیا۔ اور لمبی عمر کو اپنے لئے پسند کیا۔ جس سے اہل بصیرت نے ان کی جسمانی موت کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ان کو لمبی عمر مل چکی ہے۔ اور ان کا جھوٹا۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اب مولوی صاحب زندہ ہیں۔ مگر مجسمہ عبرت ہیں۔ زندہ ہیں اور لمبی عمر پا رہے ہیں۔ مگر نیک ہو کر نہیں۔ بلکہ دغاباز۔ جھوٹے۔ مفسد اور نافرمان ثابت ہو کر۔ اب مولوی صاحب کے لئے یہ زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ مگر رشتہ حیات منقطع ہونے میں نہیں آتا۔ حضرت عزرائیل کہیں ایسے پردہ کتم میں ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام تک نہیں لیتے۔ اور مولوی صاحب دنیا کو اپنی تحریر کے مطابق منہ دکھانے کے قابل نہیں۔ اس لئے آپ ہمیشہ اپنی ذلت کو چھپانے اور اپنے "جھوٹا۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان" ہونے کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ جونہی ان کے سامنے ان کی شکل آئینہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یں آتی ہے۔ تو آپ مارے شرم کے پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ کہ کسی طرح یہ داغ ذلت جو خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنے ماتھے پر لگا چکے ہیں۔ دور کر دیں۔ اور اس کے لئے جماعت احمدیہ کو چیلنج دے دیتے ہیں۔ کہ تم میرے ساتھ مباحثہ کر لو۔ کہ میں نے لمبی زندگی اس لئے نہیں پائی۔ کہ "جھوٹا دغاباز۔ مفسد اور نافرمان" ہوں۔ بلکہ اسکی کوئی اور ہی وجہ ہوگی۔ اس لئے تم میرے ساتھ "آخری فیصلہ" پر مباحثہ کر لو۔

چنانچہ اسی قسم کی حرکت مولوی صاحب نے امسال جلسہ سالانہ پر ایک اشتہار بعنوان

"دعوت مباحثہ

بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور میاں محمود احمد صاحب قادیانی" کے نام پر کی۔ کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں تین تین گھنٹے میرے ساتھ اشتہار آخری فیصلہ پر بحث کرو۔ جب اس اشتہار کا جواب بھی حسب مقولہ مشہورہ جواب جاہلاں باشد خموشی دیا گیا۔ تو حضرت لمبی عمر والے مولوی صاحب نے پھر سے اہلحدیث ۲۲ر جنوری میں اس دعوت مباحثہ کا اعادہ کر دیا۔ اور لکھدیا۔ "کیا یہ دونوں صاحب ہماری دعوت منظور کرینگے؟ غالباً نہیں! کیوں؟

جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم"۔

اہلحدیث ۲۲ر جنوری۔

حضرت لمبی عمر والے مولوی صاحب! میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ ہر دو اصحاب آپ کی دعوت کو منظور "غالباً نہیں" کریں گے (مولوی صاحب حسرت!) کیوں؟ اسلئے کہ جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم کے ماتحت آپ نے اشتہار "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" پر لکھ دیا ہوا ہے۔ کہ "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے"۔ اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء

پس جب آپ نے اس تحریر کو منظور ہی نہیں کیا تھا۔ تو اب آپ "دعوت مباحثہ" کیا اس اشتہار پر دیتے ہیں۔ جس کو آپ آج سے ۳۰ سال قبل دانا ہونے کی حالت میں رد کر چکے ہوئے ہیں۔ اب آپ ارذل العمر کی کون سنے۔ آپ تو اپنی تحریر کے مطابق کہ "خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں"۔ اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء لمبی عمر پا رہے ہیں۔ ہاں اس بات پر بحث ہو سکتی ہے۔ کہ کیا آپ کو لمبی عمر ملی ہے یا نہیں۔ اور آپ نے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر بُرے کام کئے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ المرء یؤخذ باقرارہ۔

پس جناب مولوی صاحب آپ ہزار کوششیں کریں۔ آپ کو لمبی عمر مل چکی ہے۔ اور عین آپ کے مدعا کے مطابق ہے۔ اس لئے اب قوی امید ہے۔ کہ آپ "اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" کا کبھی نام تک نہیں لیں گے۔ کیونکہ آپ تو اسے "یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے"۔ کہہ کر فیصلہ ہی کر چکے ہیں۔ اب آپ مزید کیا چاہتے ہیں۔ فقط والسلام۔

حقیقی مسلمان کون ہے؟

خاکسار کا ایک مضمون الفضل ۵ر جنوری ۳۷ء میں "احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے" کے عنوان سے شائع ہوا۔ جس میں یہ واضح کیا گیا تھا۔ کہ احمدیت اور اسلام دونوں مترادف ہیں۔ نفس مضمون پر تو اہلحدیث کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ اس لئے ایک دوسرا طریق اختیار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ جب تمام مسلمان بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اس نصیحت "ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں"۔ پر عمل کرتے ہیں۔ تو پھر منکرین (حضرت) میرزا (صاحب) کافر کیوں ہیں۔ وہ کیا چی[illegible] جو جمہور مسلمانوں اور قادیانیوں میں حدِ فاصل ہے"۔ اہلحدیث ۱۵ر جنوری ۳۷ء۔

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ تو مسلم ہے۔ کہ مسلمان وہی ہے۔ جو ان مندرجہ بالا اعتقادی اور عملی امور پر کاربند ہو۔ اب ان کا یہ سوال ہے۔ کہ جمہور مسلمانوں اور قادیانیوں میں حدِ فاصل کیا ہے۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ منکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان مندرجہ بالا امور پر کاربند ہونے کے بعد بھی مسلمان نہیں؟

مولوی صاحب کو یہ معلوم ہے۔ کہ اگر ان میں سے کسی ایک شق کا بھی انکار ہو۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ اب اگر مولوی صاحب جمہور مسلمانوں اور احمدیوں کے عقاید پر نظر کرتے۔ تو انہیں فوراً معلوم ہو جاتا۔ کہ حدِ فاصل کیا ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ وہ ان تمام انبیاء پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ایمان نہیں لائے۔ بلکہ نؤمن ببعض ونکفر ببعض کے مصداق ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ایمان نہیں لاتے۔ اس لئے وہ حقیقی مسلمان نہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو اب تو حدِ فاصل کا بخوبی علم ہو چکا ہوگا۔ امید ہے۔ کہ آئندہ وہ عبارت مندرجہ بالا کو پڑھ کر اپنے "اسلام" کی حقیقت کو اسی آئینہ میں دیکھ لیا کریں گے۔

باقی رہا ان کا یہ کہنا۔ کہ انبیاء اور مسلمانوں کے دل کی مثال ایک کوٹھڑی کی ہے۔ جس میں بغیر ثبوت ٹکٹ داخلہ نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ٹکٹ داخلہ نہیں۔ اس لئے آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے دلوں کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھی ثبوت ہے۔ قرآن شریف کی آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اور فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ سے ے کر لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین تک آپ کی صداقت پر بین گواہ ہیں۔ اور آپ کی سچائی کے لئے زبردست ثبوت

ابوجہل اوّل اور ثانی

مولوی ثناء اللہ صاحب اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سے منکر ہیں۔ کہ آپ سے کوئی ایسا ثبوت ظاہر نہیں ہوا۔ جس سے آپ کے خیال میں آپؑ زمرۂ انبیاء میں شامل ہو سکیں۔ چنانچہ مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ٹکٹ داخلہ سے مراد وہ ثبوت ہے۔ جو انبیاء کرام کے پاس ہوتا تھا۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں فرمایا کہ دیکھو ابوجہل مر کر یہاں گریگا۔ فلاں فلاں اشخاص یہاں گریں گے۔

جس کے لئے جو جگہ بتائی۔ وہ اس سے ایک بالشت بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہٹا۔ برخلاف قادیانی نبی کے ان کا یہ حال ہے کہ قسم کھا کر فرمایا۔

مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے مرے گا۔

مگر وہ آج تک زندہ ہے۔ نہ صرف زندہ ہے۔ بلکہ یہ سطور لکھ رہا ہے۔" اہلحدیث ۱۵ر جنوری ۳۷ء

اس عبارت میں جس قدر غلط بیانی مولوی صاحب نے کی ہے۔ وہ عیاں ہے۔ لکھتے ہیں۔ کہ "قسم کھا کر فرمایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ مجھ سے پہلے مرے گا۔" جو ؎

دزدے بکف چراغ دارد کی زندہ مثال اور "مدینۂ منورہ کی ایک شریف قوم" کی سی حرکت ہے۔ یہ ذلیل حرکت اور پھر بقول خود "سردار اہلحدیث" کی ہے میں اس پر کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ صرف یہی کہتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس کی کسی تحریر سے یہ الفاظ نکال کر اپنے اخبار میں شائع کریں۔ ورنہ مارے شرم کے ڈھاب کھٹیکاں......

رہا یہ سوال۔ کہ ابوجہل اول تو مارا گیا۔ ابوجہل ثانی کیوں زندہ رہا۔ تو سنو!

ابوجہل اول جب ایک نبی کے سامنے آیا۔ تو اس نے یہ طریق فیصلہ مقرر کیا۔ کہ اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ کہ اے اللہ اگر محمد رسول اللہ سچا ہے۔ اور تو نے ہی اسے بھیجا ہے۔ تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا۔ یا ایسا ہی کوئی اور عذاب دردناک ہم پر نازل کر۔ اس لئے یہ ابوجہل اس طریق فیصلہ کے ماتحت مارا گیا۔ مگر **ابوجہل ثانی** جب ایک نبی کے سامنے آیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ " خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں۔" اہلحدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء۔ اس لئے ابوجہل ثانی اب تک زندہ ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھائے۔ اور اور بھی برے کام کرے۔ فھذا ھو الفرق بین ابوجہل و ثناء اللہ۔ فتدبروا۔

(خاکسار چودھری محمد شریف مولوی فاضل)

وصیت ۶۹۶۱ منکہ زبیدہ بیگم زوجہ چودھری غلام محمد صاحب کھوکھر قوم راجپوت کھوکھر عمر تقریباً بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۶ ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اور میں اس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو اس رقم یا اس جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

(۱) مہر بذمہ خاوند مبلغ -/۵۰۰ روپے۔

(۲) قرضہ بذمہ خاوند مبلغ -/۵۰۰ روپے (۳) زیورات طلائی ۷۰۰ [illegible]

العبد:۔ زبیدہ بیگم زوجہ غلام محمد قادیان۔ گواہ شد۔ غلام محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید سردار حسین شاہ اوورسیر قادیان۔

احمدی مشن

"کیا جماعت احمدیہ کے مبلغین و مناظرین کو ہر حال میں سخت کلامی سے مجتنب رہنا چاہیئے؟"

؎ کبھی غیرت کے بھی دکھلانے کا موقعہ ہوگا
یا یونہی کہتے چلے جاؤ گے تم "جانے دو!"

(حضرت امیر المؤمنین)

الفضل مورخہ ۲۱ر ستمبر ۱۹۳۶ء میں ایک مضمون بعنوان " ہماری تحریروں۔ تقریروں اور مناظروں میں سختی اور سخت کلامی نہیں ہونی چاہیئے" شائع ہؤا ہے۔ مضمون نہایت عمدہ اور مفید ہے۔ اور ہمیں اس حد تک اس سے کامل اتفاق ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے عام افراد اور مبلغین و مناظرین کی تحریروں تقریروں اور مناظروں میں حتی الامکان نرمی ہونی چاہیئے۔ اور موقعہ و محل کے لحاظ سے جہانتک ممکن ہو۔ سختی کا جواب سختی سے نہیں دینا چاہیئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عام تلقین ؎

"گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار"

پر عمل کرنا چاہیئے۔

مگر خاکسار کی ناقص رائے میں یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر موقعہ پر اور ہر قسم کی صورتِ حالات میں۔ ہر رنگ سے سختی کے جواب میں نرمی دکھائی جانی ضروری ہے۔ اپنے اندر اسی طرح افراط کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ جس طرح بعض احباب کا یہ کہنا کہ سختی کے جواب میں ہماری طرف سے بہر حال سختی ہونی چاہیئے۔ تفریط کا پہلو رکھتا ہے۔ قرآن مجید۔ کتب احادیث۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے خلفاء کے ملفوظات پڑھنے سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ محا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو در اصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو۔ اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اسکی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہؤا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصوّر کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب وشتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے"۔ (ازالہ اوہام حصہ اول پہلا ایڈیشن صفحہ ۱۳ و ایڈیشن پنجم ص ۸)

ہر ایک محقق اور حق گو کا فرض

"دشنام دہی اور چیز ہے۔ اور بیانِ واقعہ گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ پھر اگر وہ سچ کو سن کر افروختہ ہو۔ تو ہؤا کرے"۔ (ازالہ اوہام ایڈیشن اول ص ۱۹ و ۲۰ و ایڈیشن پنجم ص ۱۰ و ۱۱ حصہ اول)

قرآن مجید میں سخت الفاظ کا استعمال

"کیا خدا کا کفار کو "شر البریّۃ" قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کی رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا؟ کیا خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں واغلظ علیھم نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اشداء علی الکفار نہیں رکھا گیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴) (نیز دیکھو حاشیہ ازالہ اوہام ص ۲۶ و ۲۷ تقطیع خورد و ص ۱۳ تقطیع کلاں ایڈیشن پنجم)

سخت الفاظ کے استعمال کی حکمتیں

"یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی ہے۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے۔ جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اس مقابلہ سے ہوتا ہے۔ جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مسل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں۔ جس کا نام میں نے کتاب البریہ رکھا ہے۔ اور باایں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں۔ ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔ اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا۔ لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا"۔

پہلی حکمت

"اول یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدلا لیں۔ آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں"۔

دوسری حکمت

"دوم یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آئیں۔ اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پُر جوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھا لیں۔ کہ اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے۔ تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا۔ اور اس طرح وحشیانہ انتقاموں سے وہ دستکش رہیں۔ ...... یہ بات بالکل سچ ہے۔ کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں۔ تو ممکن ہے۔ کہ اس قوم کے جاہلوں کا غیض وغضب کوئی اور راہ اختیار کرے۔ مظلوموں کے بخارات نکلنے کیلئے یہ ایک حکمت عملی ہے۔ کہ وہ بھی مباحثات میں سخت حملوں کا سخت جواب دیں"۔ (کتاب البریّہ ص ۱۰ و ۱۱)

"ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں۔ کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی۔ اور اعتدال سے بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ ...... تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہؤا۔ کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دلانے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے۔ کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں۔ اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی۔ چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا۔ کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیض و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہؤا۔ کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آ چکے تھے۔ یکدفعہ ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے۔ کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے۔ تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا"۔ (تریاق القلوب ضمیمہ ۳ ص ب و ج تقطیع کلاں و ص ۳۹۰ و ۳۹۱ مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

تیسری حکمت

"اور سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے۔ کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور موقعہ پر بقدر ضرورت و مصلحت "سخت الفاظ" کا استعمال میں لانا نہایت ضروری ہے۔

یہ بات تو ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر سختی کے جواب میں سختی کرنا تعلیم موسوی ہے اور ہر موقعہ پہ ہر رنگ میں نرمی کرنا عیسائیت کی تعلیم ہے۔ مگر اسلام (یعنی احمدیت) جو "خیر الامور اوسطہا" کے پُر حکمت نظریہ کا حامل اور افراط و تفریط کی راہوں سے بچنے کی تعلیم کا علمبردار ہے "جزاء سیئة سیئة مثلها و من عفا و اصلح فاجره على الله" کا سبق دیتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کی طرف کوئی ایسی تعلیم منسوب کرنا جو اپنے اندر افراط یا تفریط کا پہلو لئے ہوئے ہو یا جو عملاً قرآن مجید کے ایک حصہ کو ماؤف کر دے ہرگز ہرگز مناسب نہیں۔ موقعہ اور محل پر بقدر ضرورت و مصلحت سخت کلامی کا جواز اسلام کی تعلیم سے اس وضاحت سے ثابت ہے۔ کہ اس سے انکار ممکن نہیں۔

الفضل کے محولہ بالا مضمون میں اس امر کو تو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ "تمام نبیوں نے۔ تمام الہامی کتابوں نے اور اس زمانہ کے حکم و عدل نے اپنے مخالفوں کے حق میں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں"۔ اس لئے مجھے ان سخت الفاظ کا جو قرآن مجید۔ اور تورات و انجیل و احادیث و کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں استعمال ہوئے ہیں۔ حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ لیکن الفضل کے محولہ بالا مضمون میں باوجود یہ تسلیم کر لینے کے کہ انبیاء گذشتہ کے کلام میں "سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں"۔ یہ لکھا ہے۔ کہ "آج مطالعہ کرتے کرتے حقیقۃ الوحی کا ایک ایسا مقام میری نظر سے گذرا ہے۔ جو اس سوال کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے۔ ذیل میں حقیقۃ الوحی کا مذکورہ بالا حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ اور فیصلہ کن الفاظ کو نمایاں طور پر لکھا جاتا ہے۔ امید ہے۔ کہ جو شخص بھی ان الفاظ کو پڑھیگا اسے خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ انبیاء کے سخت الفاظ ہمارے لئے اسوہ نہیں۔ بلکہ وہ ان کی امتیازی شان ہے"۔

اس کے بعد حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰ و ۲۱ سے عبارت نقل کر کے اس سے مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا ہے:۔

"خط کشیدہ عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نبی جو سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یا تو وحی کے الفاظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کے سخت الفاظ۔ یا وہ کم سے کم خدا کی اجازت اور خدا کے دل میں القا کرنے سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض سخت الفاظ ہیں۔ لیکن ہم جو کہ ان نبیوں کے متبع ہیں۔ ہمیں اس وقت اپنی تقریروں اور تحریروں میں سختی کرنی چاہیئے جبکہ ہمیں کوئی الہام ہو۔ یا کم سے کم ہم صدق دل سے کہہ سکیں۔ کہ اب خدا تعالیٰ نے واقعہ میں ہمارے دل میں القا کیا ہے۔ کہ ہم سختی سے کام لیں۔ اور گویا ہماری یہ کارروائی وحی خفی کے باعث ہے۔ **ورنہ ان دو صورتوں کے بغیر ہمیں اجازت نہیں۔ کہ ہم حریف کی سختی کا جواب سختی سے دیں**۔ اور بات بھی یہی معقول ہے۔ کہ نبی خدا کے حکم کے ماتحت بے شک سختی کرے۔ مگر ہم جو اس کے متبع ہیں۔ ہمیشہ نرمی دکھلائیں"۔

(الفضل ۲۳ ستمبر صفحہ ۵)

مندرجہ بالا اقتباسات کا مطلب یہ ہے۔ کہ

(۱) سخت کلامی انبیاء کی امتیازی شان ہے (۲) سخت کلامی صرف اور صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت کلامی کرنے والے شخص کو بذریعہ الہام یا القا یا وحی خفی خاص اجازت ملے۔

(۳) صورت ۲ کے بغیر ہمیں اجازت نہیں۔ کہ ہم سختی کریں۔ بلکہ ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم "ہمیشہ" نرمی دکھلائیں

میں حضرت میر صاحب کا کامل ادب اور احترام جو ایک شاگرد کے دل میں استاد کا ہونا چاہیئے۔ مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰ و ۲۱ کی اس عبارت سے جو محولہ بالا مضمون میں نقل کی گئی ہے۔ ہرگز ہرگز مندرجہ بالا نتائج نہیں نکلتے۔ جو اس عبارت میں اخذ کئے گئے ہیں۔ بلکہ اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا دوسرے انبیاء نے بعض مخالفین کے متعلق بعض مواقع پر سخت الفاظ اللہ تعالیٰ کی خاص اجازت کے ماتحت بھی استعمال کئے ہیں۔ اس ساری عبارت میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جو اسکو کلیہ بنا سکے۔ یا جس سے یہ مفہوم نکل سکے۔ کہ گویا ہر موقعہ پر ہر مخالف کے خلاف انبیاء نے جو الفاظ استعمال کئے۔ وہ سب کے سب الہام الٰہی کے ماتحت یا خاص اجازت کے ماتحت تھے۔ اسی طرح اس عبارت میں یہ بھی کہیں نہیں لکھا۔ کہ مندرجہ بالا صورتوں کے علاوہ کسی اور صورت میں سخت الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ اور نہ اس عبارت میں کہیں یہ لکھا ہے۔ کہ سخت الفاظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام کا "امتیازی نشان" ہے۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت سے ایک ایسا عام قاعدہ اخذ کیا گیا ہے۔ جو اس عبارت سے نہیں نکل سکتا۔ ہمیں اس استنتاج سے اختلاف کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر یہ نتیجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری تحریرات کے صریح خلاف نہ ہوتا۔ ہم اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے چند حوالجات درج کرتے ہیں۔ تاکہ اس معاملہ کے متعلق اسلامی تعلیم واضح ہو جائے۔

سختی کا اندازہ مقابلہ سے ہوتا ہے

"سختی نرمی ایک ایسی شے ہے۔ کہ اسکی حقیقت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ خاصکر مذہبی بحثوں کی کتابوں میں تو کسی شخص کی سختی یا نرمی کی نسبت رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے مقابل کی کتاب نہ دیکھی جائے"۔ (کتاب البریہ صفحہ ۱۲۶)

گالی کی تعریف

"بڑے دھوکے کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگ دشنام دہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں۔ ایک تحریک ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے۔ کہ اکثر ان میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں۔ کہ اگر ان کو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے۔ تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں۔ لیکن دل ان کے نہایت درجہ کے سیاہ اور سچائی سے دور ہوتے ہیں۔ ان کے روبرو سچائی کو اسکی پوری مرارت اور تلخی کے ساتھ ظاہر کرنا اس نتیجۂ خیر کا منتج ہوتا ہے۔ کہ اسی وقت ان کا مداہنہ دور ہو جاتا ہے۔ اور بالجہر یعنی واشگاف اور علانیہ اپنے کفر اور کینہ کا بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا ان کی دق کی بیماری محرقہ کی طرف انتقال کر جاتی ہے۔ **سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔ مگر ایک فہیم آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہی تحریک رو بحق کرنے کا پہلا زینہ ہے۔** جب تک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں۔ تب تک اس مرض کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن مواد کے ظہور اور بروز کے وقت ہر ایک طور کی تدبیر ہو سکتی ہے۔ **انبیاء نے جو سخت الفاظ استعمال کئے۔ ان کا مطلب تحریک ہی تھا۔**" (ازالہ اوہام پہلا ایڈیشن صفحہ ۲۹ تا ۳۲ و ایڈیشن پنجم صفحہ ۱۵ و ۱۶)

چوتھی حکمت

چوتھی حکمت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے سخت الفاظ کے استعمال کی معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ فطرتی غیرت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ انتہائی سختی کے بالمقابل کسی قدر سخت الفاظ میں جواب دیا جائے۔ ورنہ وہ انتہائی نرمی جو اپنے اندر تفریط کا رنگ لئے ہوئے ہو۔ قوم میں بے غیرتی اور بے شرمی پیدا کر سکتی ہے۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ کسی جگہ مناظرہ میں غیر احمدی مناظر انتہائی سختی کر رہا ہو۔ بدزبانی اور تحکم کو انتہا تک پہنچا رہا ہو۔ اور اس کے بالمقابل احمدی مناظر ہاں ایک مومن اور باغیرت مناظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق انتہائی فحش اور دلآزار کلمات استخفاف نہایت خاموشی سے سن رہا ہو۔ تو موجود الوقت حضرات پر اور اس مناظر کی اپنی فطرت پر اس کا جو اثر ہوگا سو ہوگا۔ لیکن وہ احمدی بچے جو اس موقعہ پر یہ تماشا دیکھ رہے ہوں گے۔ وہ یقیناً یہ اثر قبول کر رہے ہوں گے۔ کہ ہم احمدی اچھوت ہیں۔ ذلیل ہیں۔ نہ ہمارے جذبات ہیں۔ اور نہ احساسات۔ ہم اور ہمارے بزرگ اسی لئے ہیں۔ کہ گالیوں اور بدزبانیوں کا نشانہ بنائے جائیں۔ کس قدر خطرناک یہ ذہنیت ہوگی۔ جو ہم اپنی "روایتی" نرمی کے نتیجہ میں اپنی آئندہ نسلوں میں پیدا کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

" یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سننا نہیں چاہتا۔ کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے۔ **اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سنکر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے۔** تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی۔ پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے"۔ (کتاب البریہ صفحہ ۹۴ و تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات جلد ۷ صفحہ ۷۲)

چنانچہ اسی احساسِ غیرت کو پیدا کرنے کے لئے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

کبھی غیرت کے بھی دکھلانے کا موقعہ ہوگا!
یا یونہی کہتے چلے جاؤ گے تم "جانے دو"!

"تہذیب حقیقی" کا معیار اور مبلغین کا فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

" **دراصل تہذیب حقیقی کی راہ وہی راہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے قدم مارا ہے۔ جس میں سخت الفاظ کا داروئے تلخ کی طرح گاہ گاہ استعمال کرانا حرام کی طرح نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت و مصلحت استعمال میں لانا ہر ایک مبلغ اور واعظ کا فرض وقت ہے۔ جس کے ادا کرنے میں کسی واعظ کا سستی اور کاہلی اختیار کرنا اس بات کی نشانی ہے۔ کہ غیر اللہ کا خوف جو شرک میں داخل ہے۔ اس کے دل پر غالب اور ایمانی حالت اسکی ایسی کمزور اور ضعیف ہے۔ جیسے ایک کیڑے کی جان کمزور اور ضعیف ہوتی ہے۔**" (ازالہ اوہام پہلا ایڈیشن صفحہ ۳۴ و ۳۵ ایڈیشن پنجم صفحہ ۱۷)

مندرجہ بالا عبارت اس قدر واضح اور فیصلہ کن ہے۔ کہ اس کے پڑھنے کے بعد کوئی شخص ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس وہم میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ کہ "انبیاء کے سخت الفاظ ہمارے لئے اسوہ نہیں۔ بلکہ وہ ان کی امتیازی شان ہے"۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف الفاظ میں انبیاء کے سخت الفاظ کو "تہذیب حقیقی کی راہ" قرار دیا ہے۔ اب یہ کہنا کہ ہمیں اس راہ پر قدم نہیں مارنا چاہیئے۔ کسی رنگ میں بھی موزوں اور درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس راہ پر نہ چلنے والوں اور اس اسوہ کو اپنے لئے مشعل راہ نہ بنانے والوں کے لئے خطرناک وعید بیان فرمایا ہے۔ اور صاف اور غیر مبہم الفاظ میں مبلغین اور واعظین کو (۱) اپنے محل پر (۲) بقدر ضرورت (۳) بقدر مصلحت درشت الفاظ کے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ اور ان پر اس حکم کا عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ پس مندرجہ بالا تین شرائط کی پابندی کرتے ہوئے اگر جماعت احمدیہ کے مبلغین یا مناظرین مباحثات میں سخت الفاظ استعمال کریں۔ تو میرے ناقص خیال میں اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے عین مطابق ہوگا۔ اور جہانتک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا خیال ہے۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین و مناظرین ابتدا ہی سے اسی اصل الاصول پر کاربند ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اس موقعہ پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم ہے۔ کہ ؎

"گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار"

اور یہ کہ "کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو"۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سخت الفاظ کا استعمال صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ اور اگر انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ سے ثابت ہے۔ تو پھر معلوم ہؤا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال میں تناقض ہے۔ تو اس سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے متعلق ؎

"گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو"

فرمایا ہے۔ تو اپنے متعلق ؎

"گالیاں سنکر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیض گھٹایا ہم نے"

بھی تو فرمایا ہے۔ نیز ازالہ اوہام ص۱۷ پنجم ایڈیشن کا حوالہ اس ضمن میں فیصلہ کن ہے۔

باقی رہا تناقض کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ "گالیاں سنکر دعا دو" کی تعلیم عام تعلیم ہے۔ اور سختی کے جواب میں سختی کرنے کا حکم خاص ہے۔ جیسا کہ اس کے ساتھ "اپنے محل پر۔ بقدر ضرورت و مصلحت" کی قید کا موجود ہونا ثابت کر رہا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عام طور پر تعلیم یہی ہے۔ کہ نرمی کرو۔ سختی کے جواب میں بھی نرمی کرو۔ لیکن اگر دیکھو کہ سختی کا جواب سختی سے دینے میں مندرجہ بالا حکمتوں میں سے کوئی حکمت مفید نتیجہ پیدا کرے گی۔ تو "صحت نیت سے" اس خاص حکم پر بھی عمل کرو۔ ورنہ نرمی کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں:-

تقدمت عبد الحق فی السب والهجا
فاُقریك ما اهدیتَ لی کالمشوق
وسمیتنی کلباً وقد فُهتَ شاتماً
وجاوزت حدّ الامر یا ایّها الشقی
وما الکلب الاصورة انتَ روحُها
فمثلك ینبح کالکلاب و یزعق
فاسقیك مما قلت کاسا رویّة
و ذالك دَینٌ لازمٌ کیف یمحق
فذق ایها الغالی طعام التبادل
صفیفٌ۔ شواءٌ۔ بالجبنیر المرقق
لطمناك تنبیهًا فالغیت لطمنا
فلیت لنا النّعَایُن من جلد عوهق
وتسمع منّی کل سبّ ترید ہ
وان ترقق فی القولِ والصول ارفق
اکف لسانی کل کفٍ فان ترُم
بخبثٍ فانّی دامغ هامة الشقی
والاخیر فی رفقٍ اذا لم تکن به
مواضعُ رفق۔ تطلب الرفق کالحق
ولو قبل سبّ المکفّرین سبَبْتُهُمْ
لکنت ظلوما مسرفا غیر متّقی
ولکن هجوا قبلی فاوجب لی الهجا
هجاهم فما عدوانُ عبدٍ مسبّق
وما کان قصدی ان اُکلّم مثلهم
ولکنهم قد کلّمونی فا قلق "

(حمامۃ البشریٰ و درثمین عربی ص۲۵۹)

ترجمہ:- "اے عبد الحق تو نے گالیوں اور ہجو میں سبقت کی۔ پس میں تیری ویسی ہی دعوت کرتا ہوں۔ جیسا کہ تو نے اپنے شوق سے مجھے تحفہ دیا ہے۔ اور تو نے میرا نام کتا رکھا۔ اور تو نے گالیوں سے اپنا منہ کھولا۔ اور اے شقی! تو حدِ اعتدال سے متجاوز ہو گیا۔ اور کتا محض ایک شکل ہے۔ جس کی روح تو ہے۔ پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا اور فریاد کرتا ہے۔ پس میں تیرے ہی کلام سے تجھ کو لبالب پیالہ پلاتا ہوں اور یہ قرض میرے ذمہ واجب الادا ہے۔ یہ کس طرح کم کیا جا سکتا ہے؟ پس اے غالی! اپنی بھاجی کا کھانا چکھ۔ یہ بھنا ہؤا گوشت ہے چپاتی کے ساتھ۔ میں نے تجھے تنبیہ کے لئے طمانچہ مارا۔ مگر تو نے طمانچہ کی کوئی پروا نہ کی۔ اے کاش! ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا۔ اور جو سخت لفظ تو بولنے کا ارادہ کریگا۔ وہ تو مجھ سے بھی سنے گا۔ اور تو اگر کلام اور حملہ میں نرمی کریگا۔ تو میں بھی نرمی کرونگا۔ میں جہانتک ممکن ہے۔ زبان کو روکتا ہوں۔ لیکن یاد رکھ۔ کہ اگر تو نے خبث کا ارادہ کیا۔ تو میں شقی کی کھوپری توڑ دینے والا ہوں۔ اور یاد رکھو۔ کہ **نرمی کا کوئی فائدہ نہیں جبکہ نرمی کا موقعہ نہ ہو۔** اور تو مجھ سے نرمی کا اس طرح مطالبہ کرتا ہے۔ کہ گویا یہ تیرا حق ہے۔ اگر میں اپنے مکفرین کی گالی سے پہلے ان کی نسبت سخت کلامی کرتا۔ تو یقیناً میں ظالم۔ حد سے گزرنے والا اور غیر متقی ہوتا۔ لیکن انہوں نے مجھ سے پہلے میری توہین کی۔ پس مجھ پر بھی ان کی ہجو واجب ہو گئی۔ پس اس شخص پر جس پر سبقت کی گئی ہو۔ سختی اور زیادتی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔"

اس عبارت میں "لاخیر فی رفق اذا لم تکن به مواضع رفق" کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ "گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو" کی عام تعلیم پر عمل کرنے کے لئے موقع اور محل کی قید کے ساتھ استثنائی حالت پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:- "اگر یہ آیت (لا تسبوا الذین یدعون من دون الله) ہر ایک **طور کی سخت زبانی** سے متعلق سمجھی جائے۔ تو امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہونا چاہیئے۔ اور نیز اس صورت میں خدا تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) دو متناقض امروں کا جامع ماننا پڑے گا۔ یعنی یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اول تو اس نے ہر ایک طور کی سخت کلامی

سے منع فرمایا۔ اور ہر ایک حال میں کفار کا دل خوش رکھنے کی تاکید کی۔ پھر آپ ہی اپنے قول کے مخالف کارروائی شروع کر دی۔ اور ہر ایک قسم کی گالیاں منکروں کو سنائیں۔ بلکہ گالیاں دینے کی تاکید کی۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ جن مولویوں نے ایسا خیال کیا ہے۔ کہ گویا عام طور پر ہر ایک سخت کلامی سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے۔ یہ انکی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ ورنہ وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ضروری ہیں۔ اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں۔ وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے۔ تاکہ مداہنہ کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔" (ازالہ اوہام پہلا ایڈیشن صفحہ ۲۳ و ۲۴ ایڈیشن پنجم صفحہ ۱۲ و ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے مندرجہ بالا حوالجات سے یہ امر یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے سخت الفاظ ہرگز ہرگز ان کی "امتیازی شان" نہیں تھے۔ اور یہ کہ ہر حال میں ہر موقعہ اور محل پر ہر قسم کی سختی کے جواب میں نرمی کرنا ہرگز ہرگز احمدیت کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ "بقدر ضرورت و مصلحت" اپنے محل پر جوابی طور پر سخت الفاظ کا "استعمال میں لانا ہر ایک مبلغ اور واعظ کا فرض وقت ہے۔ جس کے ادا کرنے میں کسی واعظ کا سستی اور کاہلی اختیار کرنا اس بات کی نشانی ہے۔ کہ غیر اللہ کا خوف جو شرک میں داخل ہے اس کے دل پر غالب اور ایمانی حالت اسکی ایسی کمزور اور ضعیف ہے۔ جیسے ایک کیڑے کی جان کمزور اور ضعیف ہوتی ہے"۔ (ازالہ اوہام ایڈیشن اول صفحہ ۳۴ و ۳۵ ایڈیشن پنجم صفحہ ۱۷)

(احقر العباد) محمد صدیق مولوی فاضل "جامعہ" از امرتسر

براہ مہربانی

آپ کے ذمہ جو بقایا چندہ فاروق واجب ہے۔ وہ ارسال فرما کر ثواب حاصل کریں۔ مجھے ضرورت ہے۔ (ایڈیٹر)

پیغامی مشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت کی روز افزوں ترقی

اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت چلی آئی ہے۔ کہ وہ انبیاء کو مبعوث کرتا ہے۔ اور اہل دنیا دشمنانِ حق ان کی تکذیب پر کمر بستہ اور ان کی توہین و تذلیل پر تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدائے عزیز ان کی کس مپرسی میں ان کی مدد فرماتا ہے۔ وہ اکیلے ہوتے ہیں۔ اور ساری دنیا ان کی جانی دشمن۔ پھر آہستہ آہستہ سعادتمند روحیں ان کی طرف کھینچی جاتی ہیں۔ اور خدا کی محبت کے پیاسے ان کی اتباع کو اپنے اوپر لے لیتے اور ان کے جاں نثاروں میں سے ہو جاتے ہیں۔ اور اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا کا قانون کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔

لیکن ناظرین! آج ہم آپ کو ایک نئی بات سناتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ پیغام صلح ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب زیر عنوان "ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا" فرماتے ہیں:-

"اگر قرآن کریم کے قصص کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس سے عبرت حاصل کی جائے۔ اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ان کے اندر مستقبل میں آنے والی تاریخ بطور پیشگوئی کے پنہاں ہے۔ تو پھر ای الحزبین میں دو گروہ صاف موجود ہیں۔ ایک وہ جس کے ہاتھوں قلیل گروہ تنگ آ کر نکلا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وہ گروہ کثیر ہوگا۔ ورنہ قلیل گروہ کو ہجرت کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

پھر آگے چل کر ڈاکٹر صاحب اپنے آپ کو الحزبین میں سے کہف میں پناہ لینے والے گروہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے تدبر اور غور سے کام نہیں لیا۔ جس کی وجہ سے ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی۔ دیکھئے۔ حضرات! یہ تشبیہ غلط ہے۔ کیونکہ

اوّل۔ اصحاب کہف نے مسیحؑ کے منکرین یعنی "یہود اور رومن اور دیگر لوگوں کے ظلم سے تنگ آ کر غاروں میں" پناہ لی تھی۔ مگر یہاں اس کے برعکس نظارہ نظر آتا ہے۔ کہ جن سے بزعم خود ڈاکٹر صاحب نے اپنے آپ کو کہف میں چھپایا ہے۔ وہ مسیح ثانی علیہ السلام کی طرف اپنے آپ کو نسبت دینے والے اور اس کو ماننے والے ہیں۔ پس جب یہاں "یہود اور رومن" ہی نہیں۔ تو پناہ کیسی۔

دوم۔ جناب ڈاکٹر صاحب جب آپ لوگوں نے پناہ لینے کی ٹھانی تھی۔ تو آپ اور آپ کے دیگر "ہم جماعت" کہاں اور کس کہف میں تشریف لے جا کر ضربنا علیٰ اذانہم یعنی "ان کے کانوں کو مارے رکھا" کے مصداق بنے ہیں۔ کیا "پیغام بلڈنگس" کہف ہے؟ اگر یہی سچ ہے۔ تو پھر آپ لوگوں کے اشاعت اسلام کے بلند بانگ دعوے خود غلط ٹھیرے۔ کیونکہ اصحاب کہف کے "اس جائے پناہ میں کئی سال تک کانوں کو مارے رکھا تھا"۔

سوم۔ ڈاکٹر صاحب "ظلم سے تنگ" آنے کی بھی ایک ہی کہی۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کی اور آپ کے دیگر رفقاء کی کونسی جائیداد چھینی گئی۔ کونسا مال چرایا گیا۔ یا کونسا حملہ کیا گیا۔ آخر وہ کونسا ظلم تھا۔ جس سے آپ لوگ تنگ آ گئے تھے۔ ہاں آپ لوگوں کے دلوں میں ایک بیماری تھی۔ اور وہ سلسلہ اور خلیفہ کی ذات سے بغض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نفرت جس کی وجہ سے تم انجمن کا تمام روپیہ وغیرہ سمیٹ کر مرکز سے اس "مال غنیمت" کے ساتھ پناہ لینے کے لئے "احمدیہ بلڈنگس" میں جا براجے۔

چہارم۔ اگر آپ لوگ اصحاب کہف سے مشابہت رکھتے ہیں۔ تو وہ ۳۰۹ برس تک کہف میں رہے تھے۔ جب آپ کی ان سے مشابہت ٹھیری۔ تو گویا کہ خود اقرار کر لیا۔ کہ اتنے لمبے عرصہ تک اشاعت احمدیت نہ ہوگی۔ بلکہ وہ مخصوص تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ میں محصور رہے گی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ تین صدیوں میں احمدیت تمام اہل عالم کا مذہب بن جائے گی۔ اور نہ ماننے والے اس وقت چوہڑوں چماروں کی طرح ہوں گے۔ پس اب دو باتوں میں سے ایک بات صحیح ہے۔ یا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات کہ تین سو سال کے اندر احمدیت کو سب دنیا مان لیگی۔ سچ ہے اور یقیناً سچ ہے۔ تو پھر آپ کی یہ بات کہ ہم اصحاب کہف کی طرح ہیں۔ غلط ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ۲۸۷ سال ابھی اور آپ لوگ جو بزعم خویش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے اتباع ہیں۔ کہف میں پڑے رہیں گے۔ اور آپ لوگوں کو اتنی دیر احمدیت کی اشاعت کا موقعہ نصیب نہ ہوگا۔ سو احمدیت نہ اکناف عالم میں پھیلے گی اور نہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بات سچی ہوگی۔

پس ڈاکٹر صاحب! ذرا آپ پھر اپنی اس بیان کردہ تشبیہ پر غور فرمائیں۔ تاکہ اس کا واضح البطلان ہونا آپ پر کھل جائے۔

یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی نبی کے بعد اسکی قائم کردہ جماعت کا کثیر حصہ گمراہ ہو جائے۔ اور سیدھے راستہ سے بھٹک جائے۔ کیونکہ اس سے اس نبی کی بعثت کی غرض فوت ہو جاتی ہے۔ تمام انبیاء اور ان کے اتباع کے حالات کو دیکھ جائیں۔ اس قسم کی مثال کہیں بھی نہیں ملے گی۔ کہ نبی کی وفات کے معاً بعد ایک کثیر حصہ اسکی جماعت کا گمراہ ہو گیا ہو۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اگرچہ عرب کے لوگ مرتد ہوئے۔ وہ تھوڑے سے تھے۔ اور اسلام کی تعلیم پر قائم و دائم ان سے تعداد میں اس وقت کئی گنا زیادہ تھے۔ سو انبیاء کی وفات کے بعد خدا کا یہ قانون اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور نبی کی قائم کردہ جماعت کو خدا دن دگنی رات چوگنی ترقی دے کر دنیا کو کہتا ہے۔ کہ افہم الغالبون۔ کیا اب بھی دنیا ان مومنوں پر غالب ہو سکتی ہے۔ اسی طرح خدا کا انبیاء کے ساتھ یہ بھی وعدہ ہے۔ کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا و یوم یقوم الاشهاد۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

پس اس وقت ہماری جماعت کا ترقی کرنا اور وسعت اختیار کرتے جانا جس کا آپ کو بھی اپنے آپ کو "قلیل گروہ" قرار دینے سے اعتراف ہے۔ صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے فضل اور نصرت کے ماتحت ہے۔ آخر دنیا میں ہمارے مشن کیوں آپ سے زیادہ ہیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگ "قلیل" کے بعد کثیر کیوں ہوتے جاتے ہیں۔ صرف اسی وجہ سے کہ خدا اس سلسلہ کا حامی و ناصر ہے۔ آپ لوگوں کو کیوں ایسی ترقی حاصل نہیں ہوئی۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔ وہ بھی بقول محمد علی صاحب سالانہ جلسہ کے موقعہ پر لاہور جہاں آنے میں قادیان کی نسبت بہت سہولت ہے۔ سستی کرتے ہیں۔ حالانکہ قادیان تکلیف برداشت کر کے بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آیا کرتے تھے۔ آیئے۔ اس کا راز ہم آپ کو بتائیں اور وہ یہ کہ خدا آپ کا حامی و ناصر نہیں رہا۔ اور آپ لوگ اس کے وعدوں کے مصداق نہ رہے۔ کیونکہ آپ لوگوں نے اس کے احکاموں کو پس پشت ڈالدیا۔ اور خلافت سے وابستگی نہ اختیار کی۔

اگر کہو۔ یہ (وابستگی) پیر پرستی ہے۔ تو ہم تمہیں تمہارے فعل ہی سے ملزم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کی بیعت کر کے اتنی دیر کیوں پیر پرستی کے مرتکب رہے۔ کیا اس وقت ہوش نہ آئی۔ ؎

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کا کیا مطلب کہ "ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفته من خلفائه الی ارض دمشق" سو اگر خلیفہ کی بیعت "پیر پرستی" ہے۔ تو گویا خلفائے اربعہ کے ماننے والوں اور تمام صحابہ کو "پیر پرست" قرار دیتے ہو۔ لیکن اگر بیعت خلیفہ "پیر پرستی" نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ جیسا کہ تمہارا سابق عمل اور صحابہ کا عمل بتا رہا ہے۔ تو یقیناً آپ کا خلیفہ کی بیعت کو "پیر پرستی" قرار دینا صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر بھی زد پڑتی ہے۔

پس اگر آپ لوگ خدا تعالےٰ کی نصرت کے طلبگار بننا چاہتے ہیں۔ تو آئیں اور آکر خلافت سے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام "او خلیفته من خلفائه" کے الفاظ میں یاد فرماتے ہیں وابستہ ہو جائیں۔ ورنہ نہ آپ اصحاب کہف ہیں۔ جس کو آپ کے دل بھی جانتے ہیں۔ اور نہ اپنے آپ کو "اصحاب کہف" قرار دیکر اور مبایعین کو "پیر پرستی" کے مرتکب قرار دے کر آپ لوگ اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی اور ذلت کو چھپا سکتے ہیں۔ ابھی تو آپ لوگوں کی حقیقت دن بدن اور نمایاں ہوتی جائے گی۔ ؎

آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔

آپ کا خیر خواہ رحمت اللہ خاں متعلم قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

خداوند کا حلیہ بائبل میں

(از شیخ عبد القادر احمدی لائل پور)

(۲)

نصاریٰ اپنی علمی بے مائگی وفقدان تفکر و تدبر اور علم قرآن سے بیگانگت کی وجہ سے آیات قرآنی ختم اللہ علیٰ قلوبهم يضل من يشاء ويهدي من يشاء اور ہمچو قسم دیگر آیات سے بالکل غلط مطلب اخذ کرتے ہوئے اور اپنی دیرینہ عادت کے تحت میں تحریف و الحاق سے بھی کام لے کر استدلال کیا کرتے ہیں۔ کہ (العیاذ باللہ) آیات قرآنی سے خدا تعالےٰ بدی کا محرک اور بانی گناہ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مصنف "موازنہ انجیل وقرآن" صـــ اپنی فرسودہ طرز تحریر میں علیٰ ہذا القسم چار آیاتِ قرآنی کا ترجمہ دیگر یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی سے کام لیتے ہوئے یوں گویا ہوتا ہے۔ کہ "ان چار آیات نے مجھے بہت ہی حیران کیا ہے۔ میری رائے میں یہ خدا پر افترا ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا عمدًا اور ارادۃً گناہ کا وجود دنیا میں رکھتا ہے۔ (کیونکہ لکھا ہے کہ" خدا جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کرے۔ نحل آیت ۳۵) اور پھر اسی طرح لکھا ہے۔ کہ" اس نے اکثر کو دوزخ کے لئے پیدا کیا"۔ ...... ھذا بہتان عظیم"۔ موازنہ انجیل وقرآن صـــ۱۶

پھر لکھتا ہے" (اسلام کا) خدا بھی خوب ہے ٹھٹھا کرنے والوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے۔ بقرہ آیت ۱۴ فریبیوں کے ساتھ فریب میں گوئی سبقت لے جاتا ہے (سفید جھوٹ۔ ناقل) جیسا کہ قرآن کے دیگر مقامات سے ظاہر ہے۔ اور یہاں اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے"۔ (موازنہ انجیل قرآن صـــ۱۵)

خیر ہمیں اس وقت نصاریٰ کے ان پادر ہوا متعصبانہ اعتراضات کو تحقیقی طور پر تو بپایۂ کذب پہنچانا مقصود ہی نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیات پر ایسے اعتراضات کے دندان شکن جواب بتکرار دیئے جا چکے ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ فصل الخطاب صـــ۱۶۰ تا ۱۶۷۔ جنگِ مقدس صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۳۳) اور نہ ہی اس ژاژ خائی۔ ڈھٹائی۔ بیحیائی اور بے ہودہ سرائی جو کہ مذکورۃ الصدر الفاظ سے ٹپک رہی ہے کے جوابًا کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر شریف انسان ایسی بیہودگی اور دریدہ دہنی کو دیکھ کر بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ نصاریٰ کس طرح انجیلی تعلیم کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور شرافت و صداقت گوئی سے کوسوں دور ہیں۔ ہاں ایک حق پسند انسان ان متعصبانہ اعتراضات کو پڑھ کر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ...... آہ ......

ہوگیا تیر تعصب ان کے دل میں وار پار

بہت خوب دعویٰ تو یہ ہو۔ کہ ہم موازنہ انجیل وقرآن کے مضمون میں انجیل اور قرآن مجید کی آیات ازراہِ دیانت بالمقابل درج کر دیں گے۔ جیسا کہ مصنف موازنہ انجیل وقرآن لکھتا ہے۔" میں نے بائبل اور قرآن کی آیات کو یکجا باہم لکھا۔ تاکہ ان دو مذاہب کا ...... اچھی طرح سے موازنہ اور مقابلہ ہو سکے۔ ......

ہم نے نہایت دیانتداری سے آیات قرآنی کا انتخاب کیا۔ اور کمال درجہ کی حزم اور احتیاط برتی۔ تاکہ کوئی خوبصورت سے خوبصورت اخلاقی تعلیم رہ نہ جائے۔

...... میرا دعوےٰ ہے۔ کہ انتخاب مضامین میں میں نے نہایت دیانتداری اور امانت کا حق ادا کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔

...... اس کتاب کے شروع میں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات دونوں کتابوں سے دکھائی ہیں ...... (تاکہ اہل حق موازنہ کریں") موازنہ انجیل وقرآن صـــ۵ و ۶۔

لیکن حیف صد حیف کہ اس دعویٰ دیانت کی موجودگی میں قرآن مجید پر ایسے ناحق اعتراضات جو کہ بائبل کی بھی (غیر مندرج) آیات پر اسی طرح ہو سکیں۔ اور اتنی خیانت اور یہ ابلہ فریبیاں ؎

تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

ہاں میرا دعوےٰ ہے۔ کہ نصاریٰ قرآن مجید پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے۔ جو کہ بائبل کی بھی آیات پر نہ پڑے۔ اور خواجہ گمنام کے بھی منقولہ بالا کوئی ایسے اعتراض نہیں۔ کہ بائبل پر نہ ہوں۔ چنانچہ جس کو خواجہ گمنام قرآن مجید کی آیات کے حقیقی معانی سے بکلی نابلد ہونے کے باعث گناہ اور افترا قرار دیتے ہیں۔ وہ اصالتًا تو ان کی بائبل میں ہی پایا جاتا ہے۔ ؎

ایں گناہے است کہ در شہر شما نیز کنند

اے تیرہ باطن خواجہ ان خودستائیوں اور تعلّیوں سے کیا مقصود۔ اور ان ناواجب اور سوقیانہ الفاظ۔ معاندانہ اور متعصبانہ دروغ بافی سے صداقت اور حقانیت کیونکر چھپ سکتی ہے۔ تمہاری متانت اور شائستگی تو اہل حق پر ظاہر ہے۔ تو پھر یہ بیہودہ سرائی اور دل شکن طرز تحریر کیونکر اخفائے حق میں کامیاب ہوگی۔ سبحان اللہ کیا ہی عجب آپ کی فرسودہ طرز تحریر ہے ؎

اللہ اللہ خاتمہ ہی کر دیا تزویر کا

واہ کیا کہنا ہے حضرت آپ کی تحریر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ گمنام گھبرائیں نہ ذرا سنبھل کر بیٹھئے۔ تمہارا تار عنکبوت سے زیادہ کمزور تار و پود ایک ہی تیر بہدف سے ہبًا منثورا کر دیا جاتا ہے۔ سہ

اب جگر تھام کے بیٹھیں میری باری آئی

خواجہ تم تو قرآن مجید کی چار آیات پر حیران ہو رہے ہو۔ لیکن ذرا بائبل کی مندرجہ ذیل آیات پر بھی کچھ غور کیا ہوتا اور ان آیات سے زیادہ نہ سہی۔ تین چار ہی آیات کو قرآن مجید کی آیات کے بالمقابل درج کر دیا جاتا۔ تو پھر ہم دیکھتے۔ کہ ان سے آپ کو کتنا سرور حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ اب ہم بائبل کے چند حوالے پیش کر کے حق پسندوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ خدارا سوچیں اور سمجھیں۔ اور فکر و تدبر سے کام لیتے ہوئے سچ سچ کہیں۔ کہ ایسے اعتراضات کہاں تک مبنی بر صداقت ہیں۔ جبکہ بائبل میں بھی بارہا بعینہٖ اسی طرح کے الفاظ مستعمل ہوئے۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ بائبل کی کثیر التعداد اس قسم کی آیات کی موجودگی میں نصاریٰ کی یہ فریب کاری۔ یاوہ گوئی۔ معاندت ہاں قرآن مجید کی آیات واضحہ پر متعصبانہ اعتراض اور یہ جرأت اور دیدہ دلیری کیونکر سہ

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خواجہ گمنام صاحب اپنے قرآن مجید پر اعتراضات کو سامنے رکھ کر بائبل کی مندرجہ ذیل آیات کو بار بار پڑھیں اور اگر ذرا بھی شرم و حیا کا پاس ہو۔ تو کسی گوشۂ گمنامی میں منہ جا چھپائیں یا چلو بھر پانی تلاش کریں اور ...... وگرنہ آگے کو کبھی اس بیہودہ سرائی کا بھولے سے نام تک نہ لینا۔ ورنہ منہ کی کھاؤ گے۔ لیکن اگر یہ بھی نامنظور ہو۔ تو لو میں تمہاری آنکھ کا شہتیر نکال دیتا ہوں۔ اسے ہی اپنے سر میں پٹک لیں۔

(۱) خدا لوگوں کے دلوں کو سخت کرتا ہے۔

عربی بائبل رومیوں $\frac{9}{17-18}$ میں لکھا ہے:۔ "یرحم من یشاء و یقسی من یشاء (ترجمہ از اردو بائبل) پس وہ جس پر چاہتا ہے۔ رحم کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔" پس نصاریٰ بائبل کی اس آیت کی موجودگی میں ہرگز مجاز نہیں ہیں۔ کہ وہ آیت قرآنی فان اللہ یضل من یشاء و یھدی من یشاء (سپارہ ۲۲ سورہ فاطر رکوع ۲) پر اعتراض کریں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

خدا نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ خروج $\frac{7}{3}$ اور خدا نے موسیٰ کو کہا۔ کہ جب تو مصر میں داخل ہووے۔ تو دیکھ سب معجزے جو میں نے تیرے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ فرعون کے آگے دکھلائیو۔ لیکن میں اس کے دل کو سخت کروں گا۔ خروج $\frac{4}{21}$۔ خدا نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ سو اس نے ان کی جیسا کہ خداوند نے کہا تھا نہ سنی۔ خروج $\frac{7}{13}$، $\frac{9}{12}$ فرعون کا دل اور اس کے نوکروں کا دل پتھر کر دیا گیا خروج $\frac{9}{35}$۔ پھر خدا نے موسیٰ سے کہا۔ فرعون پاس جا کہ میں نے اس کے دل کو اور اس کے نوکروں کے دل کو سخت کر دیا۔ تا کہ میں اپنی یہ نشانیاں ان میں نمودار کروں۔ خروج $\frac{10}{1}$، $\frac{14}{4}$، $\frac{14}{8}$، $\frac{8}{15}$، $\frac{10}{20}$، $\frac{10}{27}$، $\frac{8}{32}$، $\frac{11}{10}$، $\frac{8}{13}$، $\frac{8}{15}$، $\frac{14}{8}$۔ روم $\frac{9}{22}$ اور دیکھ میں مصریوں کے دل کو سخت کروں گا۔ خروج $\frac{14}{17}$۔

"کیونکہ کتاب مقدس میں وہ فرعون کو کہتا ہے۔ کہ میں نے اس لئے تجھے برپا کیا ہے۔ کہ تجھ پر اپنی قدرت ظاہر کروں۔ اور میرا نام تمام روئے زمین پر ظاہر ہووے۔ پس وہ جسے چاہتا ہے۔ سخت کرتا ہے۔ اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ رومیوں $\frac{9}{17-18}$ بحوالہ خروج $\frac{9}{16}$۔" لیکن حسبون کے بادشاہ سیہون نے ہم کو اپنے ہاں سے گذرنے نہ دیا۔ کیونکہ خداوند تیرے خدا نے اس کا مزاج کڑا کر دیا۔ تا کہ اسے تیرے ہاتھ میں دیوے۔ استثنا $\frac{2}{30}$ کیونکہ یہ خداوند کی طرف سے تھا۔ کہ ان کے دل سخت ہو گئے۔ تا کہ وے جنگ کے لئے اسرائیل کا مقابلہ کریں۔ تا کہ وہ ان کو حرم کرے تا کہ وہ مورد رحم نہ رہیں۔ بلکہ ان کو نیست و نابود کر دیوے یشوع $\frac{11}{20}$۔ سلاطین ۱ $\frac{12}{15}$۔ تواریخ ۲ $\frac{10}{15}$، $\frac{22}{7}$، $\frac{25}{20}$۔

نوٹ:۔ کیا خدا کا لوگوں کے دلوں کو سخت کرنا آنکھوں کانوں پر مہریں لگانے سے کچھ کم ہے۔ عیسائیو! قرآن مجید پر اعتراض کرتے وقت کچھ تو شرم کیا کرو۔ بہت خوب پہلے تو خود ہی خدا فرعون اور اس کے گھرانے کے دل کو پتھر کی مانند سخت کرتا ہے۔ اور مابعد مینڈکوں۔ جوؤں لہو۔ ٹڈیوں۔ آگ۔ ژالہ باری۔ پسوؤں غرضیکہ قسم قسم کے عذابوں میں ان کو مبتلا کیا۔ اور بالآخر غرق کر کے ہی چھوڑا۔ اور ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار۔

(۲) خدا کا لوگوں کو مستی سے لبالب کرنا

" دیکھ میں اس سرزمین کے سارے رہنے والوں کو ہاں ان بادشاہوں کو جو داؤد کے تخت پر بیٹھے۔ اور کاہنوں اور نبیوں اور یروشلم کے سارے باشندوں کو مستی سے لبالب کروں گا۔...... میں شفقت نہ کروں گا۔ اور ہرگز رعایت نہ کروں گا۔ رحم نہ کھاؤں گا۔ بلکہ انہیں ہلاک کروں گا۔ یرمیاہ $\frac{13}{11 \text{ تا } 13}$ اسی طرح دیکھو یسعیاہ $\frac{5}{25}$ یرمیاہ $\frac{25}{17-26-28}$ ذکریا $\frac{12}{2}$ یسعیاہ $\frac{51}{17 \text{ تا } 21}$ یرمیاہ $\frac{51}{7}$۔ ہاں میں نے اپنے قہر سے قوموں کو لتاڑا۔ اور اپنے غضب سے انہیں پرزہ پرزہ کیا۔ اور ان کے لہو کو زمین پر گرا دیا۔ یسعیاہ $\frac{63}{1}$ مکاشفہ $\frac{16}{6}$۔

(۳) خدا گمراہ کن روح سے آدمیوں کو دغاباز کرتا ہے

" اس وقت ایک روح نکل کے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اور وہ بولی۔ کہ میں اسے ترغیب دونگی۔ تو خداوند نے فرمایا۔ کہ کس طرح وہ بولی میں روانہ ہونگی۔ اور جھوٹی روح بن کر اس کے [illegible] نبیوں کے منہ میں پڑونگی۔ خدا نے کہا۔ تو اسے ترغیب دیگی۔ اور غالب بھی ہوگی۔ روانہ ہو۔ اور ایسا کر۔ سو دیکھ خداوند نے تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈال دی۔ سلاطین ۱ $\frac{22}{19 \text{ تا } 23}$ تواریخ ۲ $\frac{19}{20}$۔

جب ابی ملک نے بنی اسرائیل میں تین برس تک سلطنت کی۔ تب خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگوں کے درمیان ایک بد روح کو بھیجا۔ جس سے اہل سکم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابی ملک سے دغابازی کی۔ قاضیوں ۹/۲۳۔ اور اس سبب سے خدا ان کے پاس تاثیر کرنے والی دغا بھیجے گا۔ یہاں تک کہ وے جھوٹ کو سچ جانیں گے۔

۲/۱۱ پھر خداوند کی روح ساؤل پر سے چلی گئی۔ اور خداوند کی طرف سے ایک بد روح اسے ستانے لگی۔ تب ساؤل کے ملازموں نے اسے کہا۔ کہ اب ایک شریر روح خدا کی طرف سے ستاتی ہے۔ سموئیل ۱ ۱۶/۱۴ خدا کے قابو میں فریب دینے والے ہیں۔ ایوب ۱۲/۱۶ اور دوسرے دن ایسا ہوا۔ کہ خدا کی طرف سے بری روح ساؤل پر چڑھی۔ تب وہ گھر میں (جھوٹی) نبوت کرنے لگا۔ سموئیل ۱ ۱۸/۹ و ۱۰ و ۱۹/۹۔

نوٹ:۔ گویا کہ خدا نے ساؤل کو جھوٹا نبی بنایا۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ "اے خداوند کیوں تو نے ہمیں اپنی راہ سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کر دیا۔ کہ تجھ سے نہ ڈریں۔ یسعیاہ ۶۳/۱۷

اگر وے جانتے کہ رب الافواج نے مصر کے حق میں کیا ارادہ کیا ہے ...... انہوں نے ..... جنہوں پر اس کے گروہوں کا آسرا تھا۔ مصر کو گمراہ کیا۔ اور خدا نے ایک کج رو روح ان کے درمیان ڈالی (اس سبب سے) اس نے مصریوں کو ان کے سب کاموں میں اس متوالے کی طرح بھٹکایا۔ جو قے کرتے ہوئے ڈگمگاتا ہے۔ یسعیاہ ۱۹/۱۳-۱۴ "ٹھہر جاؤ۔ اور تعجب کرو۔ عیش و عشرت کرو۔ اور اندھے ہو جاؤ۔ پر وے مست ہیں۔ لیکن مے سے نہیں۔ وے لڑکھڑاتے ہیں۔ پر نشہ سے نہیں۔ بلکہ خداوند نے تم پر اونگھنے والی روح کو ڈال دیا ہے۔ اور تمہاری آنکھیں موندی کر دیں۔ اور تمہارے سروں پر ..... حجاب ڈالا۔ یسعیاہ ۲۹/۱۰ و ۱۱۔

"پس کیا ہوا یہ کہ اسرائیل جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو نہ ملی ..... اور باقی اندھے کئے گئے۔ (حاشیہ بائبل "یا سخت دل کئے گئے" دیکھو حاشیہ بائبل سنہ ۱۸۷۰ء) چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خدا نے آج تک انہیں۔ اونگھنے والی روح اور ایسی آنکھیں کہ نہ دیکھیں۔ اور ایسے کان کہ نہ سنیں دیئے ہیں۔ اور داؤد کہتا ہے۔ کہ اس کا دسترخوان جال اور پھندا اور ٹھوکر کھانے کا باعث اور ان کے انتقام کا سبب ہووے۔ اور ان کی آنکھیں تاریک ہو جاویں۔ کہ وہ نہ دیکھیں۔ اور تو ان کی پیٹھ کو ہمیشہ جھکا رکھ۔ رومیوں ۱۱/۷ تا ۱۰ بحوالہ یسعیاہ ۲۹/۱۰ تا ۱۶ زبور ۶۹/۲۳ اس کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل جو کہ بخوف طوالت چھوڑی جاتی ہیں۔ سلاطین ۱ ۱۲/۱۵ تا ۲۴۔ تواریخ ۲ ۱۰/۱۵ سموئیل ۱ ۲/۲۵، ۱۱/۶، ۱۸/۱۲، ۲۸/۱۵ قاضیوں ۱۶/۲۰۔

نوٹ:۔ اس قسم کی آیات ہم اسی مضمون کے پچھلے نمبر میں بھی درج کر چکے ہیں۔ جن میں مرقوم ہے۔ کہ خدا دغا دیتا ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

خواجہ گمنام صاحب اپنی اس تحریر کو کہ "میری رائے میں یہ خدا پر افترا ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا عمداً اور ارادۃً گناہ کا وجود دنیا میں رکھتا ہے"۔ سامنے رکھیں۔ اور لگے ہاتھ بائبل کی بھی منقولہ بالا آیات بار بار پڑھیں۔ اور پھر کہیں۔ کہ آپ کے ان الفاظ کی صحیح مصداق آپ کی بائبل ہے یا قرآن مجید۔ ہاں سے

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

(۴) خدا بلا کو پیدا کرنے والا اور خیر و شر کا منبع ہے

نصاریٰ آیت قرآنی والقدر خیرہ وشرہ من اللہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ لو اچھا خدا ہے۔ کہ وہ بدی کو بھی پیدا کرتا ہے۔ (چنانچہ یہ اعتراض پادری عبداللہ آتھم نے بھی کیا۔ جنگ مقدس ص ۱۲۸) لیکن ذرا بائبل کی مندرجہ ذیل آیات کو پڑھیں۔ تو امید ہے۔ تسکین کا باعث ہوگی۔ خدا کہتا ہے۔ میں ہی بلا کو پیدا کرتا ہوں۔ ..... واویلا اس پر جو اپنے خالق سے جھگڑتا ہے۔ ٹھیکرا زمین کے ٹھیکروں سے جھگڑے۔ کیا ماٹی کمہار سے کہہ سکتی ہے۔ کہ تو کیا بناتا ہے۔ کیا تیری دستکاری کہے گی۔ کہ اس کے تو ہاتھ ہیں۔ اس پر واویلا ہے۔ جو اپنے والد سے کہتا ہے کہ یہ کیا ہے۔ جس کا تو باپ ہوا۔ اور اپنی ماں کو کہتا ہے۔ کہ تو کیا جنتی ہے۔ ...... الیٰ آخر یسعیاہ ۴۵/۷ تا ۱۴، ۴۴/۸ یرمیاہ ۲۸/۱ تا ۶ رومیوں ۹/۱۷-۲۵

"کیا یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی بلا شہر پر آوے۔ اور خداوند نے اسے نہ بھیجا ہو۔ عموس ۳/۶۔ فارسی بائبل میں لکھا ہے۔ "خیر و شر از دہانِ خداوند صادر نمے شود۔ یسعیاہ ۴۵/۷۔ یعنی خیر و شر خدا سے صادر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یسعیاہ ۲۹/۱۶ یرمیاہ ۱۸/۶ روم ۹/۲۰ ملاحظہ ہو۔

(۵) خدا نے شریروں کو دوزخ میں بھرنے کے لئے پیدا کیا

خواجہ گمنام اعتراض کرتے ہیں۔ کہ "خدا نے لوگوں کو دوزخ بھرنے کے لئے پیدا کیا۔ اعراف رکوع ۱۷۸ یہ خدا پر افترا ہے۔

خواجہ صاحب قرآن مجید پر تو تم ناحق اعتراض کرتے ہو۔ البتہ بائبل نے ضرور خدا پر افترا کیا۔ کہ ایک نہیں دو نہیں بلکہ کئی بار کہا۔ کہ (۱) "خداوند نے ہر ایک چیز اپنے لئے بنائی۔ ہاں شریروں کو بھی اس نے برے دن کے لئے پیدا کیا"۔ امثال ۱۶/۴ تسلیقون ۱ ۵/۹ (ب) "شریر ہلاکت کے دن کے لئے رکھ چھوڑا گیا ہے"۔ ایوب ۲۱/۳۰ علیٰ ہذا القیاس رومیوں ۹/۲۲۔ پطرس ۲ ۲/۹ یہوداہ ۱/۴۔

(ج) مسیح ٹھوکر کھلانے والا پتھر اور ٹھیس دلانے والی چٹان ہوا۔ سو یہ وے ہیں۔ جو سرکش ہو کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ جس کے لئے وے مقرر بھی ہوئے۔ پطرس ۱ ۲/۸ یعنی اول تو عیسائیوں کا خداوند یسوع لوگوں کے لئے باعث ارتداد ہے۔ دوئم۔ اور بعض لوگ صرف اس لئے پیدا کئے گئے۔ کہ ٹھوکر کھاویں۔ اور مرتد ہو جاویں۔ اسی طرح یسعیاہ ۸/۱۳ و ۱۵ بھی ملاحظہ ہو۔ (د) خداوند یہواہ کہتا ہے۔ کہ جس طرح ..... لکڑی ...... کو میں نے آگ کے لئے ایندھن ٹھیرایا۔ اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے یروشلم کے باشندوں کو ٹھیرایا ہے۔" (یعنی آگ میں ڈالنے کے لئے۔ ناقل) حزق ۱۵/۶
اس کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل۔ لوقا ۲/۳۴
روم ۹/۳۳ زبور ۱۱۸/۲۲ یسعیاہ ۲۸/۱۶ متی ۲۱/۴۴ پطرس ۱/۷
۲/۶و۷ روم ۱۱/۱۰۔

(۶) خدا نے لوگوں کو ناپاکی میں چھوڑ دیا

"اس لئے خدا نے بھی ان کے دلوں کی خواہش پر انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ کہ اپنے بدنوں کو آپس میں بے حرمت کریں۔ اس لئے انہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹ سے بدل ڈالا۔ اور بنانے والے کی نسبت سے ...... بنائی ہوئی چیزوں کی زیادہ پرستش اور بندگی کی۔ اس سبب سے خدا نے ان کو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے اپنے طبعی کام کو خلاف طبع کام سے بدل ڈالا۔ اسی طرح مرد بھی عورتوں سے طبعی کام چھوڑ کر آپس کی شہوت میں مست ہو گئے۔ یعنی مردوں نے مردوں سے روسیاہی کے کام کر کے اپنے آپ میں اپنی گمراہی کے لائق بدلا پایا۔ اور جس طرح انہوں نے خدا کا پہچاننا ناپسند کیا۔ اسی طرح خدا نے بھی ان کو ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیا۔ کہ نالائق حرکتیں کریں۔ پس وہ ہر طرح کی ناراستی بدی۔ لالچ۔ بدخواہی سے بھر گئے۔ اور حسد اور خونریزی۔ جھگڑے۔ مکاری اور بغض سے معمور ہو گئے۔ اور غیبت کرنیوالے۔ بدگو۔ خدا کے دشمن۔ اوروں کو بے عزت کرنے والے۔ مغرور شیخی باز۔ بدیوں کے بانی۔ ماں باپ کے نافرمان بے وقوف۔ عہد شکن۔ طبعی محبت سے خالی۔ بیرحم ہو گئے۔ رومیوں ۱/۲۴ تا ۳۰ خدا کہتا ہے۔ "میں نے لوگوں کو ناپاک کیا۔ تاکہ میں انہیں خراب کروں۔" حزق ۲۰/۲۶۔ تب میں نے ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیا۔ اور وے اپنی مشورتوں پر چلے۔ زبور ۸۱/۱۲۔

نوٹ:۔ ویمدھم فی طغیانھم پر اعتراض کرنیوالے عیسائی بغور پڑھیں۔

ان دنوں میں انہوں نے ایک بچھڑا بنایا۔ اور اس بت کی قربانی چڑھائی۔ اور اپنے ہاتھوں کے کاموں کی خوشی منائی۔ پس خدا نے منہ موڑ کر انہیں چھوڑ دیا۔ کہ آسمانی فوج کو پوجیں۔ ...... الیٰ آخر اعمال ۷/۴۲۔ خدا نے سب کو چھوڑ دیا۔ کہ اپنی اپنی راہ کو چلیں۔ اعمال ۱۴/۱۶۔ اور تم جو اہل اسرائیل ہو خداوندیوں کہتا ہے۔ کہ جاؤ۔ اور ہر ایک اپنے اپنے بت کی عبادت کرو۔ حزق ۲۰/۳۹۔ اس کے علاوہ افسیوں ۴/۱۸و۱۹ یرمیاہ ۱۳/۵ اعمال ۱۷/۳۰ سلاطین ۲/۱۷ ۱۵/۲۹ و ۱۷/۲۰ قاضیوں ۲/۱۴۔

(۷) خدا نے لوگوں کی آنکھوں کانوں اور دلوں پر مہریں لگا دیں۔ کہ حق ان سے چھپا رہے

عیسائی ہمیشہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم ...... الخ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ حسب ذیل آیات بکلی نظرانداز کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی کتاب مقدس سے یہ امر شمس النہار کی طرح اظہر ہے۔ کہ خدا نے لوگوں کی آنکھوں کانوں اور دلوں کو بند کر دیا۔ کہ تا صداقت کو وہ نہ پہچانیں۔ اور نہ قبول کریں۔

"لیکن خداوند نے تم کو وہ دل جو سمجھے اور وہ آنکھیں جو دیکھیں اور وے کان جو سنیں آج تک نہیں دیئے۔ استثناد ۲۹/۴۔ علیٰ ہذہ القسم ملاحظہ ہو۔ یسعیاہ ۶/۹و۱۰ افسیوں ۴/۱۸ یسعیاہ ۴۳/۸۔ زبور ۶۹/۱۰-۱۱۔ اے خداوند کیوں تو نے ہمیں اپنی راہ سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کر دیا۔ کہ تجھ سے نہ ڈریں یسعیاہ ۶۳/۱۷ ان کے حق میں یسعیاہ کی نبوت پوری ہوئی۔ کہ تم کانوں سے تو سنو گے۔ مگر سمجھو گے نہیں۔ اور آنکھوں سے دیکھو گے پر دریافت نہ کرو گے۔ کیونکہ اس قوم کا دل موٹا ہوا۔ اور انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وے آنکھوں سے دیکھیں۔ کانوں سے سنیں۔ دل سے سمجھیں۔ رجوع لاویں اور میں انہیں چنگا کروں متی ۱۳/۱۴و۱۵ اعمال ۲۸/۲۶و۲۷۔ یسوع کہتا ہے۔ "مگران کے لئے (جو خدا کی بادشاہت سے باہر ہیں) سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں۔ تاکہ وے دیکھتے ہیں دیکھیں مگر پوچھیں نہیں۔ اور کان سے سنیں۔ پر سمجھیں نہیں۔ نہ ہووے کہ وے کبھی پھریں۔ اور ان کے گناہ بخشے جائیں۔ مرقس ۴/۱۲۔ گویا کہ صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے خداوند یسوع تمثیلوں میں اس لئے باتیں کرتے تھے۔ تاکہ جو خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہیں۔ وہ نہ سمجھیں۔ اور نہ حق قبول کریں۔ کیا یہ صریح ظلم نہیں۔ کوئی ہے۔ جو اس کا جواب دے۔ دیدہ باید۔

"یسوع کے شاگردوں نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ تمثیل کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ خدا کی بادشاہت کا بھید جاننا تمہیں دیا گیا۔ پر اوروں کو تمثیلوں میں سنایا جاتا ہے۔ تاکہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں۔ اور سنتے ہوئے نہ سمجھیں۔ لوقا ۸/۱۰۔

پس کیا ہوا یہ کہ اسرائیل جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو نہ ملی ...... اور باقی اندھے اور سخت دل کئے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خدا نے انہیں ...... ایسی آنکھیں کہ نہ دیکھیں اور ایسے کان کہ نہ سنیں دیئے ہیں۔ رومیوں ۱۱/۸۔

تاکہ یسعیاہ نبی کا کلام جو اس نے کہا۔ پورا ہو۔ کہ اے خداوند ہمارے پیغام کو کس نے یقین کیا ہے۔ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا ہے۔ اسی سبب سے وے (یہودی) ایمان نہ لا سکے۔ کہ یسعیاہ نے پھر کہا۔ کہ خدا نے ان کی آنکھیں اندھی کیں۔ اور ان کے دل سخت کئے۔ تا نہ ہو۔ کہ وے آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں۔ اور رجوع لائیں۔ اور میں انہیں چنگا کروں۔ یوحنا ۱۲/۳۸ تا ۴۰ روم ۱۰/۱۶ یسعیاہ ۵۳/۱
داؤد کہتا ہے۔ کہ اے خدا ایسا کر کہ ان کا دسترخوان ان کے لئے پھندا ہو۔ اور جو کچھ ان کی بہتری کے لئے ہے۔ ان کے پھنسانے کا دام ہو۔ ان کی آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ اور ان کی کمریں سدا کانپتی رہیں۔ زبور ۶۹/۲۲
روم ۱۱/۱۰۔ اور اگر ہماری خوشخبری پر پردہ پڑا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ہلاک ہونے والوں کے واسطے ہی پڑا ہے۔ یعنی ان بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اس جہان کے خدا نے اندھا کر دیا ہے۔ تا نہ ہو کہ مسیح ...... اور اسکی انجیل کی روشنی ان پر چمکے۔ ۲ کرنتھیوں ۴/۳ ۴ اس کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل:۔ رومہ ۹/۱۸ یرمیاہ ۵/۲۱۔ حزق ۹/۲ زبور ۶۹/۲۲ وغیرہ۔

(۸) خدا کا لوگوں کو کینہ توز بنانا

"اسرائیل بھی مصر میں آیا۔ اور حام یعقوب کی زمین میں مسافر ہوا۔ اور اس نے اپنے لوگوں کو نہایت ہی بڑھایا۔ اور (خدا نے) ان کے دلوں کو پھیرا۔ کہ وے اس کے لوگوں سے عداوت کرنے لگے۔ اور اس کے بندوں سے دغا بازی۔ اور اس نے تاریکی بھیجی سو اندھیرا ہوا ...... اس نے ان کے پانیوں کو لہو بنایا۔ اور ان کی مچھلیوں کو مار ڈالا۔ ان کی سرزمین نے بہت سے مینڈک اگلے۔ اور ان کے بادشاہوں کی کوٹھڑیوں میں بھی۔ اس نے حکم کیا۔ اور ڈانسیں اور مچھر ان کی سب حدود میں آئیں۔ اس نے مینہ کی جگہ ان پر اولے برسائے۔ اور ان کی سرزمین پر دھکتی ہوئی آگ بھیجی۔ اس نے ان کے انگوروں کو اور ان کے انجیروں کو برباد کیا۔ اور ان کی حدود کے درخت توڑ ڈالے۔ اور اس نے حکم کیا۔ اور ٹڈیاں آئیں۔ ملخ بھی نکلے۔ اور وہ بے شمار تھے۔ وہ ان کی زمین کی ساری سبزیاں کھا گئے۔ اور ان کے ملک کے میوے نگل گئے۔ اس نے ان کی زمین میں سارے پہلوٹھے مارے ان کی تمام توت کے پہلے پھل۔ زبور ۱۰۵/۲۳ تا ۳۶

قرآن مجید پر ناحق اعتراض کرنیوالے عیسائیو سوچو کہ آپ کا خدا خود ہی لوگوں کے دلوں کو سرکشی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور خود ہی دغا دینے میں گوے سبقت لے جاتا ہے۔ اور مابعد پھر ان کو طرح طرح کے دردناک عذابوں سے سزا دیتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں۔

(۹) خدا جس پر چاہتا ہے مہربانی کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے۔

خدا کہتا ہے۔ "میں اس پر جس پر مہربان ہوں۔ مہربان ہوں گا۔ اور میں اس پر رحم فرماؤں گا۔ اس پر رحم کروں گا۔ خروج ۳۳/۱۹۔ اور جسے چاہوں گا۔ سخت کروں گا۔ رومیوں ۹/۱۵، ۱۶، ۱۸

(۱۰) عیسائیوں کا خدا لوگوں کے ٹھوکر لگنے کا باعث ہے

عیسائیوں کے خداوند یسوع کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "وہ یہودیوں کے لئے ٹھوکر کھلانیوالا پتھر اور یونانیوں کے لئے بیوقوفی ہے۔ کرنتھیوں ۱/۲۳ کیونکہ انہوں نے اس ٹھوکر کھلانے والے پتھر سے ٹھوکر کھائی۔ چنانچہ (خدا کہتا ہے) کہ دیکھو میں صیہون میں ایک ٹھیس کھلانیوالا پتھر اور ٹھوکر کھانیوالی چٹان دیکھتا ہوں۔ رومیوں ۹/۳۳ زبور ۱۱۸/۲۲۔

وہ تمہارے لئے ایک مقدس ہوگا۔ پر اسرائیل کے دونوں گھرانوں کے لئے ٹھوکر کا پتھر اور ٹھوکر کھلانے کی چٹان اور یروشلم کے باشندوں کے لئے پھندا اور دام ہوگا۔ بہت لوگ اس سے ٹھوکر کھائیں گے۔ اور گریں گے اور ٹوٹ جائیں گے اور دام میں پھنسیں گے۔ اور پکڑے جائیں گے (بعض بہ کثیرا پر اعتراض کرنیوالے بغور پڑھیں) شہادت نامہ بند کرو۔ اور میرے شاگردوں کے لئے شاگردوں پر مہر کرو (تاکہ لوگ خدا کی شریعت سے بہرہ ور نہ ہوں۔ ناقل) یسعیاہ ۸/۱۴ تا ۱۶ چنانچہ یسوع کے سبب بہتوں نے ٹھوکر کھائی۔ یوحنا ۶/۶۶ متی ۱۱/۶ مرقس ۶/۳ متی ۱۳/۵۷ ۲۶/۳۱

مسیح اسرائیل میں بہتوں کے گرنے اور اٹھنے کے لئے اور ایسا نشان ہونے کے لئے مقرر ہوا ہے جس کی مخالفت کی جائے گی۔ لوقا ۲/۳۴۔

ان کے لئے وہی پتھر ...... ٹھوکر کھلانے والا پتھر اور ٹھیس دلانے والی چٹان ہوا۔ سو یہ وے ہیں جو سرکش ہو کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں اسی کے لئے وے مقرر بھی ہوئے (کہ ٹھوکر کھائیں۔ ناقل) ا پطرس ۲/۸

اس کے علاوہ دیکھو آیات ذیل ۱۔ لوقا ۲۰/۱۸ یسعیاہ ۲۸/۱۶ گلتیوں ۵/۱۱ متی ۲۱/۴۴ زبور ۱۱۸/۲۲ رومہ ۱۱/۲۵ پیدائش ۴۹/۲۴ اعمال ۴/۱۱ افسیوں ۲/۲۰۔

کیونکہ ہم ...... بعض کے واسطے تو مرنے کے لئے موت کی بو اور بعض کے واسطے جینے کے لئے زندگی کی بو ہیں ۲ کرنتھیوں ۲/۱۶ اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ ایمان لائے۔ اعمال ۱۳/۴۸ افسیوں ۱/۴ گلتیوں ۱/۱۵۔ خدا نے مسیح کو لوگوں کی ٹھوکر بنایا۔ لوقا ۲/۲۹۔

(۱۱) خدا لوگوں کے لئے ہلاکت کا باعث ہے

خدا کی راہ سیدھے لوگوں کے لئے تو توانائی ہے پر بدکرداروں کے لئے ہلاکت ہے۔ امثال ۱۰/۲۹۔ ۱۴/۹ زبور ۱/۶، ۳۷/۲۰ اجبار ۱۷/۱۰۔ حزق ۱۴/۸ اجبار ۲۰/۳، ۶۔

اس لئے خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے۔ کہ جس طرح تاگ کی لکڑی بن کے اور درختوں کی بہ نسبت کہ جسے میں نے آگ کے لئے ایندھن ٹھیرایا۔ اسی طرح سے میں نے یروشلم کے باشندوں کو ٹھیرایا ہے۔ ہاں میں نے اپنا منہ ان کے برخلاف ثابت کیا۔ الی آخر حزق ۱۵/۶

(۱۲) خدا لوگوں پر نگاہ بد رکھتا ہے۔

اور اگرچہ وے اسیر ہو کے اپنے دشمنوں کے پاس جاویں۔ تو میں وہاں تلوار کو حکم کروں گا۔ اور وہ ان کو مار ڈالے گی۔ ہاں میں ان پر نگاہ بد کروں گا۔ اور نظر نیک نہ کروں گا۔ عاموس ۹/۴۔ رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں کہتا ہے۔ کہ دیکھ میں اپنا رخ بدی کے لئے تمہارے برخلاف کروں گا۔ تاکہ سارے یہوداہ کو نیست کروں۔ یرمیاہ ۴۴/۱۱۔ کیونکہ میں نے اپنا منہ اس شہر کی طرف کیا ہے۔ کہ اس سے برائی کروں اور اس سے بھلائی نہ کروں۔ خداوند کہتا ہے۔ بابل کے بادشاہ کے قابو میں وہ کر دیا جائے گا۔ اور وہ اسے آگ سے جلاویگا۔ یرمیاہ ۲۱/۱۰۔ پر خداوند کا چہرہ بدکرداروں کے مخالف ہے۔ ا پطرس ۳/۱۲ اجبار ۲۶/۱۷۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۳) خدا کا داؤد کو جھوٹ سکھلانا

پہلے تو خود ہی خدا بنی اسرائیل کی مخالفت میں داؤد کے دل میں ایک تجویز ڈالتا ہے۔ اور مابعد اسے داؤد کا گناہ قرار دیتا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو تباہ۔ سموئیل ۲ ۲۴/۱ تا ۱۷۔

(۱۴) خدا کی عیسو سے بے وجہ دشمنی

خداوند کہتا ہے۔ کہ میں نے تمہیں پیار کیا ہے۔ تب بھی تم کہتے ہو۔ کہ تو نے ہمیں کیونکر پیار کیا۔ کیا عیسو یعقوب کا بھائی نہ تھا۔ خداوند فرماتا ہے۔ لیکن میں نے یعقوب سے پیار کیا۔ اور عیسو سے دشمنی۔ اور اس کے پہاڑوں اور اسکی میراث کو ویران کر کے دشت کے سانپوں کے نصیب کیا۔ ملاکی ۱/۲، ۳۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے پولوس کہتا ہے۔" اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ربقہ بھی ...... ہمارے باپ اسحاق سے حاملہ ہوئی۔ تو جب ابھی لڑکے پیدا ابھی نہ ہوئے تھے۔ اور نہ نیکی اور بدی کے فاعل تھے ...... تب ہی اس سے کہا گیا۔ کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی۔ اور عیسو سے دشمنی۔ رومیوں ۹/۱۰ تا ۱۳

محولہ آیات کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل۔

(۱) پولوس کہتا ہے۔" اس نے ہمیں بچایا۔ اور پاک بلاہٹ سے بلایا۔ نہ ہمارے کاموں کے سبب بلکہ اپنے ارادے ہی اور اس نعمت سے جو یسوع مسیح کے واسطے سے ازل میں ہمیں دی گئی۔ نمطاؤس ۲ ۱/۹ طیطس ۳/۴ روم ۸/۲۸، ۲۹ افسیوں ۱/۶، ۱۱ ۱ پطرس ۱/۲، ۲۰۔

(۲) شریعت کوئی چیز نہیں۔ بلکہ خدا کا فضل ہے۔ روم ۳/۲۰ تا ۲۵۔

(۳) میں تیری ستائش کرتا ہوں۔ کہ تو نے ان باتوں کو عالموں اور داناؤں سے چھپایا۔ اور بچوں پر ظاہر کیا۔ ہاں باپ کہ یونہیں تجھے پسند آیا۔ متی ۱۱/۲۵، ۲۶ زبور ۸/۲۔

(۴) تب شاگردوں نے پاس آ کے اس سے کہا۔ کہ تو ان سے تمثیلوں میں کیوں کلام کرتا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ تمہیں دیا گیا۔ کہ تم آسمان کی بادشاہت کے بھید جانو۔ پر انہیں نہیں دیا گیا۔ متی ۱۳/۱۱ وغیرہ

(۵) عیسائیوں کے خداوند یسوع کہتے ہیں۔ کہ "میں عدالت کے لئے دنیا میں آیا ہوں۔ ...... کہ جو دیکھتے ہیں۔ اندھے ہو جائیں۔ یوحنا ۹/۳۹۔

(۶) خداوند تیرا خدا بیابان کے بیچ چالیس برس تک تجھ کو لئے پھرا۔ تاکہ تجھے عاجز کرے ......

اور تیرے دل کی بابت معلوم کرے۔ کہ تو اس کے احکام کو مانے گا یا نہیں (بائبل کا خدا بے علم) پس اس نے تجھے عاجز کیا۔ استثناء ۸/۲، ۳ خروج ۱۶/۴۔

(۷) ایک شخص اندھا اس لئے کیا گیا۔ تاکہ خدا کے کام اس میں ظاہر ہوں۔ یوحنا ۹/۳ و ۱۱/۴۔

(۸) خدا لوگوں کو آپس میں دشمن بناتا ہے۔ ذکریاہ ۸/۱۰۔ دشمن کفار۔

منقولہ بالا متعدد آیات واضحہ سے یہ امر شمس النہار کی طرح اظہر ہے۔ کہ بائبل کا خدا لوگوں کے دلوں کو سخت ہاں پتھر کی مانند سخت کر دیتا ہے۔ تاکہ وے حق کو قبول نہ کریں۔ اور لوگوں کو مستی سے لبالب گمراہ۔ دغاباز۔ لوگوں کی آنکھوں کانوں اور دلوں کو بند کر دیتا ہے۔ اور لوگوں کو کینہ توز بناتا ہے۔

پس جبکہ بائبل سے خدا بدی کا محرک اور بانی گناہ ثابت ہوتا ہے۔ تو بدیں حالت عیسائیوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ قرآن مجید کی بعض آیات کے بالکل غلط معنے اخذ کر کے (العیاذ باللہ) خدا تعالےٰ کو بدی کا محرک اور بانی گناہ ثابت کرنے کی سعی ناکام کریں۔ حالانکہ نصاریٰ کا یہ الزام بائبل پر وارد ہوتا ہے۔ نہ کہ قرآن مجید پر۔

شکایت

باوجود اطلاع بار بار کر دینے کے آپ نے فاروق کا وی پی واپس کر دیا۔ جس سے نہ صرف محصول کا نقصان ہوا۔ بلکہ مجھے بھی آپ نے ضرورت وقت حق ادا نہ کر کے تکلیف دی۔ اب جلد ا[illegible] رقم بھیجدیں۔ (منیجر)

اکسیر حیات
امرت بوٹی
امرت بوٹی ہر شخص کے لئے ایک نئی زندگی طاقت و کامیابی کا زندہ پیغام ہے۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں۔ طالب علموں۔ کلرکوں کے لئے حیات بخش ہے۔ مخلط کار نوجوانوں۔ جریان۔ کثرت احتلام کمی باہ کا تریاق ہے۔ بے زبان عورتوں کی بے قاعدگی ایام ماہواری۔ سفید رطوبت بے اولادی کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ تازہ خون پیدا کرنا اور جسم کا وزن بڑھا دینا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ہر موسم میں ہر عمر والے انسان کے لئے کامیاب ہے۔ قیمت ۵۰ گولی عہ۔
منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤنی پنجاب

تندرستی
تندرست دانتوں اور مضبوط مسوڑوں پر منحصر ہے
پائیرس ٹوتھ پوڈر عہ
دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر وہ جگہ نہ چھو[ڑیں] ان کو اپنی جگہ پر جما دیتا ہے۔ منہ سے بدبو آ[نا دور کرتا] ہے۔ پائیریا کے جراثیم اس سے مر جاتے ہیں۔ گرم پانی اگر دانتوں میں درد کرتا ہوں۔ تو اس [سے آرام] آجاتا ہے۔
پائیرس پوڈر ۲ عہ۔ دانتوں کو مو[تی کی طرح] چمکا دیتا ہے۔ خوشبودار ہے۔ دانتوں [کو] مضبوط کرتا ہے۔ قیمت ہر دو پوڈر بادہ آ[نے]
منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر چھاؤ[نی]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

تناسخ

(۶)

آج کل آریہ حضرات اس کوشش میں ہیں۔ کہ جس طرح بنے۔ قرآن حمید سے تناسخ کو ثابت کیا جاوے۔ اس غرض کے لئے وہ قرآن حمید کی بعض آیات کا غلط مفہوم اکثر اوقات مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں۔ مثلاً وہ قرآن حمید سے ذیل کی آیات پیش کرکے یہ استدلال کیا کرتے ہیں۔ کہ ان سے تناسخ ثابت ہوتا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ البقرہ آیت ۲۸۔

ترجمہ:۔ کس طرح تم انکار کرتے ہو اللہ کا۔ اور تھے تم مردہ تو کیا زندہ اس نے تم کو پھر وہ موت دیگا پھر زندہ کریگا تم کو پھر طرف اس کے لوٹائے گے۔

... اَلَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ... جُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ ... الْحَيِّ۔ سورۃ ۳ آیت ۲۷۔

...:۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل ... کو رات میں اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ ... تا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ... ہے بیشمار۔

... مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ... يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ سورۃ ۲۵ آیت ۳۰

...:۔ اور جو پہنچتی ہے تم پر کوئی مصیبت پس بوجہ ... کے جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور درگذر کرتا ... اکثر سے۔

... لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ سورۃ البقر آیت ۶۵۔

ترجمہ:۔ اور یقیناً ٹھیک معلوم کر چکے ہو۔ تم ان کو جو حد سے بڑھے تم میں سے سبت میں۔ پس کہا ہم نے ان کو ہو جاؤ بندر ذلیل۔

پیشتر اس کے کہ ہم مذکورہ بالا آیات کا صحیح مفہوم بیان کریں۔ یہ بہتر ہوگا۔ کہ ہم اپنے آریہ دوستوں کو ایک عام قاعدہ کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب کسی کتاب کا مطالعہ کرتے وقت ہمارے سامنے کوئی ایسی عبارت آجائے۔ جس کے متعدد معنے کئے جا سکتے ہوں۔ تو ہمیں اس بات کا از حد خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم اس عبارت کے ایسے کوئی معنی نہ کریں۔ جو کہ کسی صاف اور بین خیال کے (جو کہ کسی اور جگہ بیان ہو چکا ہو) خلاف ہو۔ (خود سوامی دیانند صاحب نے بھی اس قاعدہ کو ستیارتھ پرکاش میں تسلیم کیا ہی)

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید نے صاف اور بین الفاظ میں روح کے پیدا شدہ یعنی حادث ہونے کا ذکر ذیل کی آیت میں کیا ہے۔ "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔" جس کا ترجمہ ہے۔ سوال کرتے ہیں۔ (پہلے کفار مکہ) اور کریں گے (یعنی زمانہ مستقبل میں آریہ حضرات) لوگ تجھ سے بابت روح کے۔ تو کہدے کہ روح امر الٰہی سے ہے۔ اور نہیں دیئے گئے ہو تم (اے دونوں زمانوں کے سائلو) مگر علم تھوڑا سا (چونکہ يَسْئَلُوْنَكَ مضارع کا صیغہ ہے۔ اس لئے زمانہ حال اور مستقبل دونوں زمانوں میں مسلمانوں سے روح کے متعلق سوال کئے جانے مراد ہے)

اب آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کافر لوگ پوچھتے ہیں (زمانہ رسول مقبولؐ میں) اور پوچھیں گے (زمانہ مسیح موعودؑ میں) کہ روح کیا شے ہے۔ یعنی مفرد ہے یا مرکب یا مخلوق (یعنی حادث) ہے۔ یا غیر مخلوق۔ (یعنی ازلی) اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ یعنی کہ تو کہدے۔ کہ روح کا وجود امر الٰہی سے ہے اب لفظ "امر" کے معنے ہیں نیست سے کسی مفرد شے کا پیدا کرنا (دیکھو مفردات امام راغب)* اس لئے قل الروح من امر ربي فرما کر اللہ تعالےٰ نے بتلا دیا۔ کہ روح ایک مفرد شے ہے۔ جس کو کہ اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ (اس لئے وہ حادث ہے۔ ازلی یا قدیم ہرگز نہیں) اب، جبکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا۔ کہ روح ازلی نہیں بلکہ حادث ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید تناسخ کا انکار کر رہا ہے۔ کیونکہ جو شے کہ پیدا شدہ ہے۔ وہ پیدا ہونے سے پہلے موجود نہیں ہوتی۔ لیکن تناسخ کے ماننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ روح کو ازلی مانا جائے۔ اس لئے جب خدا نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ روح ازلی نہیں۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن مجید تناسخ کو باطل قرار دیتا ہے۔ پھر اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ روح ازلی نہیں۔ بلکہ حادث ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ دلیل دیتا ہے۔ کہ اگر روح

*نوٹ:۔ اگر لفظ "امر" کے معنی حکم لئے جاویں۔ تب بھی روح کا پیدا ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ پھر بھی روح کے وجود کا باعث حکم الٰہی ٹھیرتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ امر الٰہی سے پہلے روح کا وجود نہ تھا۔ پس روح کا پیدا شدہ ہونا پھر بھی قائم رہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدیم یا ازلی ہوتی۔ تو اس کو اپنے پہلے لاانتہا جنموں کا علم ہوتا۔ مگر اسکو سوائے اس جنم کا تھوڑا سا علم رکھنے کے اور پہلے جنموں کا علم ہی نہیں۔ اس لئے ثابت ہؤا۔ کہ اس کے پہلے اس کے جنم نہ تھا۔ کیونکہ اگر ہوتے۔ تو اسے ان کا بھی علم ہوتا۔ جو کہ اسکو نہیں۔

اب ایسی صاف اور بیّن آیت کے ہوتے ہوئے کسی کو حق نہیں۔ کہ وہ کسی آیت قرآنیہ کا اب ترجمہ کرے۔ جو کہ اس بیّن مفہوم کے خلاف ہو۔ جبکہ اس آیت کے اور معنی بھی کئے جا سکتے ہوں۔ لہذا آریہ حضرات کا مذکورہ بالا آیات سے تناسخ کا مفہوم نکالنا بیان کردہ قاعدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان کی غلطی ہے۔

اب ہم آریہ حضرات کی پیش کردہ آیات کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(۱) پہلی آیت میں جو کہ آریہ حضرات پیش کیا کرتے ہیں۔ لفظ "امواتًا" قابل غور ہے۔ یہ لفظ میّت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہیں بے جان چیز کے۔ چونکہ انسان پہلے نطفہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ جسکو کہ نطفے خون سے خوراک حاصل کرکے تیار کیا کرتے ہیں۔ اور خون بنتا ہے خوراک سے جو مجموعہ ہوتی ہے بے جان کیمیاوی اجزا کا۔ پس آیت مذکورہ بالا کے معنی اب صاف ہوگئے۔ کہ "تم پہلے بے جان کیمیاوی اجزا کی شکل میں تھے۔ جن سے تمہارا نطفہ بنایا گیا۔ اور نطفہ سے تم کو زندہ انسان کی شکل میں لایا گیا۔ پھر ماریگا تمہیں (یعنی موت آئیگی تم پر) پھر زندہ کریگا تمہیں (یعنی کہ قبر میں تمہارے روح کو ایک قسم کا جسم لطیف دیا جائیگا) اور اس کے بعد حشر کے روز تم خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (حساب کتاب کے لئے)"

نوٹ:۔ واضح ہو۔ کہ خلق کے دو معنی ہوتے ہیں یعنی نیست سے مفردات کا ہست کرنا بھی۔ اور مفردات سے مرکبات کا پیدا کرنا بھی مگر "امر" کے معنی صرف

(۲) دوسری آیت میں لفظ "ولوج" آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں تنگ جگہ میں داخل کرنا۔ نہ کہ نکالنا۔ جیسا کہ آریہ حضرات فرمایا کرتے ہیں۔ اس آیت کے پہلے کی آیات کو اگر دیکھا جاوے۔ تو اس آیت کا مفہوم نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جو بادشاہت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور بادشاہت چھین لیتا ہے جس سے چاہے۔ اور عزت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور ذلت دیتا ہے جسے چاہے۔

اس آیت میں بادشاہت اور عزت کو تشبیہ دی گئی ہے۔ دن سے اور زندگی سے اور محکومیت اور ذلت کو تشبیہ دی گئی ہے رات سے اور موت سے اب سب کو معلوم ہے۔ کہ بادشاہت اور عزت سے انسان کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور محکومیت اور ذلت سے رنج وغم۔ لہذا اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ جسے اللہ چاہتا ہے۔ خوشی دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ رنج وغم دیتا ہے۔

بعض اس کا یہ مطلب لیتے ہیں۔ کہ جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اگر دیکھا جاوے تو ۲۱ مارچ کے بعد تو دن بڑھنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اور برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور جس وقت میں رات ہونی چاہیئے۔ وہ وقت دن لیتے ہیں۔ اس طرح بجائے بارہ گھنٹے کی رات کے آہستہ آہستہ دس گھنٹہ کی رات رہ جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی کم کی۔ اب یہ دو گھنٹے رات کے دن نے لیتا ہے۔ یعنی کہ رات کے وقت میں دن داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ۲۱ ستمبر کے بعد راتیں دنوں میں داخل ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ اور زندگی اور موت سے وہی مفہوم لیتے ہیں۔ جو کہ آیت نمبر ۱ میں لیا گیا ہے۔

(۳) اس آیت سے معلوم نہیں۔ کہ آریہ حضرات کس طرح تناسخ کا مفہوم نکالتے ہیں۔ اس دنیا میں کوئی شک نہیں۔ کہ جتنی مصیبتیں ہم پر آتی ہیں۔

تمہاری اپنی غلطیوں کی وجہ سے [illegible] آتی ہیں۔ جو کہ ہم نے اس دنیا میں ہی کی ہوتی ہیں۔ اور یعفوا عن کثیر فرما کر تو اللہ تعالیٰ نے مطلب بالکل ہی صاف کر دیا کہ بعض تمہاری غلطیوں کی وجہ سے تم پر مصیبتیں میں نازل کرتا ہوں۔ لیکن تمہاری اکثر غلطیوں کو معاف بھی کر دیا کرتا ہوں۔ اور ان کی وجہ سے تم پر کسی قسم کی مصیبت نہیں آتی۔ اگر تناسخ کی تعلیم اس آیت میں ہوتی تو معافی یا درگذر کے کیا معنی؟

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ۔

اس آیت کے معنی کرنے میں بعض نے دھوکا کھایا ہے اور قردۃ کے لفظ سے جس کے معنی بندر کے ہیں۔ یہ سمجھا ہے۔ کہ اس آیت میں سبت کے حکم کی نافرمانی کرنے والی قوم کے بندر بن جانے کی خبر دی گئی ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں یہ واقعہ اس جگہ کے علاوہ دو اور جگہ پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں مقامات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ درحقیقت بندر نہ بنے تھے۔ بلکہ بندر کا لفظ تشبیہ اور مثال کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ آیت ۶۱ و ۶۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ

یعنی ان لوگوں سے کہدے۔ کہ کیا میں تم کو اللہ ت[illegible] نزدیک اس جماعت سے زیادہ بری جزا پا[illegible] کی خبر دوں۔ یہ وہ ہیں۔ کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعن[illegible] اور ان پر غضب کیا۔ اور ان میں سے ایک جماعت کو [illegible] سؤر بنا دیا۔ اور جو لوگ کہ شیطان کی پرستش کرتے وہ لوگ زیادہ برے ہیں۔ اپنے رہنے کی جگہ کے لحاظ [illegible] زیادہ گمراہ ہیں سیدھے راستہ سے۔ او[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

عـ۴۷۴۵ ۔ منکہ چودھری سلطان علی ولد چودھری فضل داد صاحب قوم جٹ وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۲۷ء ساکن منگووال ڈاکخانہ خاص تحصیل گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۳۶ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔

(۱) قریباً ایک صد بیگھہ اراضی چاہی وبارانی واقعہ قصبہ منگووال غربی ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع گجرات پنجاب جسکی قیمت اندازاً -/2000 روپیہ ہے۔

(۲) ایک مکان پختہ واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان قیمتی -/3300 روپے ہے۔ کل قیمتی جائیداد غیر منقولہ -/5300 روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اگر بوقت وفات اس کے علاوہ بھی میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مدمیں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت یکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

العبد:۔ سلطان علی ہیڈ کلرک دفتر پولیس ڈیرہ غازیخاں گواہ شد: محمد عثمان احمدی مدرس ڈیرہ غازیخاں۔ گواہ شد محمد اسلم احمدی ڈیرہ غازیخاں۔ گواہ شد:۔ محمد شریف ...ل مبلغ سلسلہ احمدیہ ڈیرہ غازیخاں۔ گواہ شد۔ محمد افضل خاں پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں۔ گواہ شد:۔ حکیم عبد الخالق ولد حکیم خیر محمد بقلم خود

عـ۴۷۴۲ ۔ منکہ کرم بی بی بیوہ مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم قوم جٹ رانجھا پیشہ خانہ داری عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹..ء ساکن بقاپور ڈاکخانہ ورھنڈو ضلع گوجرانوالہ بقائمی ...ا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۳۷ ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ عـ۳۲ روپے جو میرے ہر دو بیٹوں کے ذمہ ہے۔ اراضی موازی سات کنال قیمتی -/88 روپے کل جائیداد دو سو بیس روپے ہے۔ لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی جو مال وقت وفات میرا ملکیتی ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو رقم میں زندگی میں ادا کر دوں۔ وہ منہا ہو جائیگی۔

العبد:۔ کرم بی بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: بشیر محمد ولد محمد اسماعیل پسر موصیہ۔ گواہ شد:۔ محبوب عالم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بقاپور۔

عـ۴۷۴۹ ۔ منکہ محمد رمضان ولد غلام حسن صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر تیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۳۷ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت ایک مکان پختہ مشتمل بر ایک کمرہ وصحن کل رقبہ پانچ مرلے مالیتی اندازاً دو صد روپیہ ہے۔ اور ایک مکان رقبہ سات مرلہ وزمین زرعی رقبہ عـ۲۶ کنال بملکیت مشترکہ تین بھائی ودو ہمشیرگان وغیرہ واقع شادیوال ضلع گجرات مالیتی اندازاً ڈیڑھ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ آٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مدمیں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ محمد رمضان بقلم خود دارالسعۃ۔ گواہ شد:۔ رمضان علی ...

عـ۴۷۵۳ ۔ منکہ فضل احمد ولد چودھری علی محمد صاحب قوم جٹ کارکن تحریک جدید عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پنڈی ڈاکخانہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۳۷ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ مگر اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ عـ۱۵ روپے ہے۔ جو ...تحریک جدید سے الاؤنس ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

العبد:۔ فضل احمد کارکن تحریک جدید قادیان دارالامان ۲/۳۷ ۱۴۔ گواہ شد:۔ تاج دین مولوی فاضل بقلم خود ۲/۳۷ ۱۴۔ گواہ شد:۔ شیر محمد سامانوی آنریری ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۲/۳۷ ۱۴۔

(بقیہ مضمون صـ ۱۹)

ہیں تمہارے پاس کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے۔ اور اسی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جسے یہ چھپاتے ہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ جماعت جن پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہوئی تھی۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جایا کرتی تھی اور آپکے پاس آکر نفاق سے یہ بھی کہہ دیا کرتی تھی۔ کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ اس کے دل میں کفر بھرا ہوا تھا۔ اور یہ بات قرآن کریم سے اور احادیث اور تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ یہ جماعت آدمیوں کی ہی تھی۔ نہ کہ بندروں اور سؤروں کی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ بندر بنا دینے سے مراد یہ نہیں کہ وہ شکلاً اور ماہیتاً بندر بن گئے تھے ... کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کر لینا ...